

اہل تشیع کے عقائد و اعمال کے دو صالح
میں تین مسلمی و تحقیقی رسائل

امام احمد رضا اور

شیعہ مذہب

بزم عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ لاہور

اہل شیعہ کے عقائد و اعمال کے رد و اصلاح میں تین علمی و تحقیقی رسائل

رَدُّ الرَّافِضَةِ الْأَوَّلَةُ الطَّاعِنَةُ
أَعَالِي الْأَفَادَةِ

امام احمد رضا
اور

شیعہ مذہب



اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ

بزم عاشقانِ مصطفیٰ لاہور

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيَّ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
صَلَوَةٌ وَسَلَامًا عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ (ﷺ)

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

سلسلہ اشاعت نمبر ۷۹

81566

اسمائے کتب ----- ۱- رَدُّ الرِّفْضَةِ ۲- الْأَدِلَّةُ الطَّاعِنَةُ

۳- اَعَالِي الْأَفَادَةِ

موضوع ----- شیعوں کے عقائد و اعمال کا تحقیقی جائزہ

تصانیف -----

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت محمد احمد رضا خان قادری رحمۃ الباری

ترجمہ و تحشیہ -----

مفتی ظہور احمد جلالی

تاریخ اشاعت -----

۳ ذیقعد ۱۴۲۳ھ مطابق ۷ جنوری ۲۰۰۳ء

طابع -----

اشتیاق احمد مشتاق پرنٹرز لاہور

صفحات -----

۱۱۲

تعداد -----

گیارہ صد

ناشر -----

بزم عاشقانِ مصطفیٰ لاہور

ہدیہ -----

دعائے خیر بحق اراکین و معاونین

نوٹ: شائقین مطالعہ ۲۰ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب کر سکتے ہیں۔

ملنے کا پتا

بزم عاشقانِ مصطفیٰ

مکان نمبر ۲۵ گلی نمبر ۳۲ زیر سٹریٹ فلیمنگ روڈ لاہور

فہرست

تقدیم

- ۶ امام احمد رضا اور ردّ شیعہ - شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری
 ۹ تفضیلیہ سے مناظرہ
 ۱۰ سنّت اختیار کریں ورنہ شفا نہیں
 ۱۱ شیعہ کا حکم؟
 ۱۳ شیعہ ہونے کا الزام
 ۱۵ حدائق بخشش حصہ سوم
 ۲۱ ائمہ اہلسنّت اور فضائل اہلبیت
 ۳۱ عربی شجرہ طریقت
 ۳۶ اہل حدیث کا خود شیعہ ہونے کا اقرار

① ردّ الرّفضہ ۱۳۲۰ھ

- ۵۰ استفتاء
 ۵۰ الجواب
 ۵۲ خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور اجماع اُمت
 ۵۶ خلافت حضرات عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور اجماع اُمت
 ۵۹ علماء دولت عثمانیہ اور ردّ روافض
 ۶۲ جو روافض زمانہ کو کافر نہ جانے، خود کافر ہے۔
 ۶۲ کفر اول: قرآن عظیم کو ناقص بتاتے ہیں۔
 ۶۶ کفر دوم: غیر انبیاء کو انبیاء علیہم السلام سے افضل کہنا۔

فتویٰ ہائے مجتہدانِ روافض

روافض علی العموم اپنے مجتہدوں کے پیرو ہوتے ہیں

گھر روافض کے بارے میں علماء کرام کی تصریحات

بالجملہ ان رافضیوں تبراہیوں کے باب میں حکم یقینی اجماعی یہ ہے۔

⑤ **الْأَدِلَّةُ الطَّاعِنَةُ فِي أَذَانِ الْمَلَايِكَةِ ۱۳۰۶ھ**

اِسْتِفْثَاءُ

الجواب

لفظ بلا فصل حقیقتہً انکارِ تبراہی ہے

روافض کے پیشواؤں نے کہا کہ اذان میں خلیفہ رسول اللہ بلا فصل

وغیرہ زیادت کی موجد ایک ملعون قوم ہے۔

امراؤں سے: اذان ایک محدود عبارت، محدود کلمات کا نام ہے

امردوم: اذان منقول میں اور عبارت بڑھنا گناہ ہے

امرسوم: اذان منقول میں زیادتی کی موجد ایک ملعون قوم ہے

ہاں اب داد انصاف طلب ہے

⑥ **اعالی الافادہ فی تعزیرۃ الہند و بیان الشہادۃ ۱۳۲۱ھ**

سوالِ اول: تعزیر داری کی شرعی حیثیت

الجواب

سوالِ دوم: مجالس میلاد میں شہادت نامہ پڑھنا

الجواب

سوالِ سوم: شہادت نامہ اور تعزیر داری میں فرق؟

الجواب

۹۶
۹۹
۱۰۱
۱۰۱
۱۰۳
۱۰۳
۱۰۳
۱۰۵
۱۰۸
۱۰۸
۱۰۹
۱۰۹

تمہید
آغازِ محبت پرستی
سوال چہارم: دسویں محرم کو سبیل لگانا وغیرہ
الجواب
سوال پنجم: مجلس ذکر اہل بیت میں شرکت
الجواب
سوال ششم: تعزیہ کے متعلق سوالات؟
الجواب
سوال ہفتم: مجلس مرثیہ خوانی میں شرکت؟
الجواب
سوال ہشتم: حاجت برآری کے لیے تعزیہ بنانا؟
الجواب

اجمالی فہرست

۶
۳۹
۷۳
۸۷
۱۱۰

تقدیم
رَدُّ التَّرفُّضِ
الْأَدِلَّةُ الطَّاعِنَةُ
اعمالی الافادۃ (رسالہ تعزیہ داری)
ماخذ اعلیٰ حضرت



امام احمد علیہ الرحمۃ رضا و شیعہ

پاسبان مسلک اہل سنت امام احمد رضا بریلوی نے دیگر فرق باطلہ کی طرح شیعہ کا بھی سخت رد فرمایا۔ شیعہ عام طور پر دو گروہ ہیں: ایک وہ جو خلفاء ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خلیفہ برحق مانتا ہے، لیکن حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو ان سب سے افضل جانتا ہے، یہ تفضیلیہ ہیں۔ دوسرا گروہ معاذ اللہ! خلفاء ثلاثہ کو خلیفہ برحق نہیں مانتا، انہیں غاصب قرار دیتا ہے اور خلیفہ بلا فصل حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مانتا ہے۔ دیگر صحابہ خصوصاً حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طعن و تشنیع کا نشانہ بناتا ہے۔ ابوطالب کے بارے میں اصرار رکھتا ہے کہ وہ ایمان لے آئے تھے۔

امام احمد رضا بریلوی نے رد شیعہ میں متعدد رسائل لکھے، جن میں چند یہ ہیں:

① رد الرّفَضَہ (۱۳۲۰ھ) (روافض زمانہ کا رد نہ سنی ان کا وارث نہ

ان سے نکاح)

② الأدِلَّةُ الطَّاعِنَةُ فِي إِذَانِ (روافض کی اذان میں کلمہ، خلیفہ بلا فصل

الْمَلَا عِنْدَهُ (۱۳۰۶ھ) (کاشد رد)

③ أَعَالِي الْإِفَادَةِ فِي تَغْرِیَةِ (تعزیر داری اور شہادت نامہ کا حکم)

الْهِنْدُ وَبَيَانُ الشَّهَادَةِ

(۱۳۲۱ھ)

④ جَزَاءُ اللَّهِ عِدْوَهُ بِأَبَائِهِ (مرزائیوں کی طرح روافض کا بھی رد)

خَتَمُ النُّبُوَّةِ (۱۳۱۴ھ)

● مناقب خلفاء ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم
 ⑤ غَايَةُ التَّحْقِيقِ (پہلے خلیفہ برحق کی تحقیق)

⑥ فِي إِمَامَةِ الْعَلِيِّ وَالصِّدِّيقِ
 الْكَلَامُ الْبَهِيُّ فِي تَثْبِيهِ

④ الصِّدِّيقِ بِالْبَيِّنَاتِ (۱۲۹ھ)
 الزَّلَالُ الْأَفْقَى (عربی)
 مِنْ تَجَرُّسُ بَقَّةِ الْأَوْثَقَى

⑧ مَطْلَعُ الْقَمَرَيْنِ فِي
 رَشِيخِينَ كَرِيمِينَ كِي اَفْضَلِيَّتِ پَر

⑨ إِبَانَةُ سُبُقَةِ الْعُمَرَيْنِ (۱۳۹ھ) مَبْسُوطُ كِتَابِ
 وَجْهِ الْمَشُوقِ بِجَلْوَةِ أَسْمَاءِ رَشِيخِينَ كَرِيمِينَ كِي وَهْ أَسْمَاءُ مَبَارَكِهِ جَو

⑩ الصِّدِّيقِ وَالْفَارُوقِ (۱۲۹ھ) أَحَادِيثُ فِي وَارِدِهِ
 جَمْعُ الْقُرْآنِ وَبِهِ (قرآن کریم کیسے جمع ہوا اور حضرت عثمان
 عَزَّوَاللَّعْمَانُ (۱۳۲ھ) غَنِی رَضِی اللہ تعالیٰ عنہ کو خاص طور پر

جامع القرآن کیوں کہتے ہیں؟)

● مناقب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

⑪ الْبُشْرَى الْعَاجِلَةُ مِنْ
 تَخَفِ آجَلَةٍ (۱۳۰ھ)

⑫ عَرْشُ الْأَعْزَازِ وَالْأَكْرَامِ
 لِأَوَّلِ مُلُوكِ الْإِسْلَامِ

رَضِی اللہ تعالیٰ عنہ کا رد
 مناقب حضرت امیر معاویہ
 رَضِی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۳۱ھ)

⑬ زَبُّ الْأَهْوَاءِ الْوَاهِيَةِ (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
فِي بَابِ الْأَمِيرِ مُعَاوِيَةَ (۱۳۱۲ھ) پر مطاعن کا جواب)

⑭ أَعْلَامُ الصَّحَابَةِ الْمُؤَفَّقِينَ (حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ اور
لِلْأَمِيرِ مُعَاوِيَةَ (امیر معاویہ کے ساتھ کون سے صحابہ تھے)
وَأُمُّ الْمُؤْمِنِينَ (۱۳۱۲ھ)

⑮ الْأَحَادِيثُ الرَّائِيَةِ (امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
لِمَدْحِ الْأَمِيرِ مُعَاوِيَةَ (۱۳۱۳ھ) مناقب کی احادیث)

● رَوِّ تَفْضِيلِيَّة :

⑯ الْجَرْحُ الْوَالِجُ فِي (تفضیلیہ اور مفسقہ کا رد)
بَطْنِ الْخَوَارِجِ (۱۳۰۵ھ)

⑰ الصَّمَامُ الْحَيْدَرِيُّ (تفضیلیہ اور مفسقہ کا رد)
عَلَى حَقِّ الْيَارِ الْمَفْتَرِيِّ (۱۳۰۴ھ)

⑱ الرَّائِحَةُ الْعَنْبَرِيَّةُ (مسئلہ تفضیل اور تفضیل من جمیع الوجوه
عَنِ الْجَمْعَةِ الْحَيْدَرِيَّةِ (۱۳۰۰ھ) کا بیان)

⑲ لَمْعَةُ الشُّعْهَةِ لِهْدَايِ (تفضیل و تفسیق سے متعلق سات سوالوں
شُعْهَةِ الشُّعْهَةِ (۱۳۱۲ھ) کا جواب)

● ابوطالب کا حکم :

⑳ شَرْحُ الْمَطَالِبِ فِي (ایک سو تیس کتب تفسیر و عقائد وغیرہ
مُبْحَثِ أَبِي طَالِبٍ (۱۳۱۶ھ) سے ایمان نہ لانا ثابت کیا)

ان کے علاوہ وہ رسائل اور قصائد جو سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کی شان میں لکھے ہیں، وہ شیعہ و روافض کی تردید ہیں، کیونکہ شیعہ جنور

غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ خوش عقیدگی نہیں رکھتے، اس لیے کہ حضرت غوث اعظم فضائل صحابہ کے قائل ہیں۔

تفضیلہ سے مناظرہ | ۱۳۰۰ھ میں بریلی، بدایوں، سنبھلی اور رام پور وغیرہ کے تفضیلیہ نے باہمی مشورے سے مسئلہ تفضیل پر امام احمد رضا سے مناظرہ کا اعلان کر دیا۔ مناظرہ کے لیے مولانا محمد حسن سنبھلی مصنف تنسیق النظام نے مسند الامام وغیرہ کا انتخاب کیا۔ امام احمد رضا ان دنوں ایک نئے طبیب کے زیر علاج تھے، جس نے پہلے منضج دوائیں دیں، بعد میں جلاب آور دوائیں دینا تھیں۔ اس طبیب کی سازش سے طے ہوا کہ سہل سے ایک دن پہلے مناظرہ کا دن مقرر کیا جائے۔ اول تو نہایت کی بنا پر خود ہی مناظرہ سے انکار کر دیں گے، ورنہ طبیب منع کر دے گا۔ امام احمد رضا بریلوی نے مناظرہ کا چیلنج قبول فرمایا۔ معالج نے بہت منع کیا لیکن آپ نے فرمایا:-

”مناظرہ کرتے ہوئے مجھے مرجانا منظور ہے اور مناظرہ سے انکار کر کے مجھے بچنا مقصود نہیں۔“

اسی حالت میں تین سوالات لکھ کر مولانا محمد حسن سنبھلی کے پاس بھیج دیئے انہوں نے کمال دیانت سے فرمایا کہ کوئی شخص تفضیلی عقیدہ رکھتے ہوئے ان کے جوابات نہیں دے سکتا اور گاڑی پر سوار ہو کر واپس چلے گئے۔ اس واقعہ کی تفصیل فتح خمیر (۱۳۰۰ھ) میں چھپ چکی ہے۔
مولانا ظفر الدین بہاری فرماتے ہیں:-

لے ظفر الدین بہاری، مولانا: حیات اعلیٰ حضرت ج ۱، ص ۱۳

سُنیت اختیار کریں، ورنہ شفا نہیں | ایک دفعہ ایک امیر کبیر کی
 بیگم بیمار ہوئی جو سستی نہ تھی۔

مارہرہ شمر لطف کے حضرت سید مہدی حسن میاں کی معرفت سوال کیا گیا کہ وصحت
یاب ہوگی یا نہیں؟ امام احمد رضا بریلوی نے علم جعفر کے ذریعے معلوم کر کے
جواب ارسال کیا:

”سُنّتیت اختیار کریں، ورنہ شفا نہیں“ ۲۷

حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رحمہ اللہ تعالیٰ امیر انجمن حزب
الاحناف لاہور نے ایک دفعہ بیان فرمایا کہ یہ واقعہ سابق نواب رام پور حامد
علی خاں کی بیگم، اقبال بیگم کا ہے اور وہ شیعہ تھی اور شیعہ ہی اس دُنیا سے
رخصت ہوئی۔

ایک مرتبہ علامہ ابوالحسنات قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ علم جفر کے ذریعے سوال کا جواب اثبات میں آتا ہے یا نفی میں، لیکن یہ جواب نہیں آ سکتا کہ اگر سستی ہوگا، تو یوں ہوگا اور شیعہ ہوگا تو یوں ہوگا۔ محمد جعفر شاہ پھلواری نے اس کی توجیہ کی کہ :

”حضرت فاضل بریلوی نے دراصل دو سوالوں کا جواب نکالا تھا:

کیا وہ اچھی ہوگی ————— جواب آیا نہیں

کیا وہ سستی ہوگی۔۔۔۔۔ جواب آیا نہیں

حیات اعلیٰ حضرت ج ۱ ص ۱۳

اح فطر الدین بہاری، مولانا:

// // // // // // // P_2

پھر انہوں نے دونوں کو ملا کر ایک کر دیا، یعنی نہ وہ ابھی ہوگی اور نہ
 سُنی ہوگی۔ دوسرے لفظوں میں اگر وہ سُنی ہوگی تو تندرست ہو جائے گی۔
 یہ توجیہ تکلف سے خالی نہیں، حیدر آباد (دکن) کے ایک فاضل نے امام
 احمد رضا سے سوال کیا کہ ایک شخص دلاور علی، ایک کافرہ عورت کا طلب گار ہے، کیا
 وہ اس سے نکاح کر سکے گا؟ امام احمد رضا بریلوی نے علم جفر سے سوال کیا تو
 جواب آیا:

”اس سے کیسے نکاح کرے گا جبکہ وہ مشرک ہے اور کبھی بھی ایمان
 نہیں لائے گی۔“

دو مرتبہ سوال کرنے کی ضرورت نہیں پڑی، اسی جواب کو یوں بیان کیا
 جاسکتا ہے کہ اگر وہ عورت ایمان لے آئے تو نکاح ہو جائے گا ورنہ نہیں۔
 ارفاض کا حکم کیا ہے۔ امام احمد رضا بریلوی اس
 کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

”رافضی اگر امیر المومنین علی مرتضیٰ کو شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر
 فضیلت دے تو مبتدع ہے، جیسے فتاویٰ خلاصہ، عالمگیری وغیرہ میں
 ہے اور اگر شیخین یا ان میں سے ایک کی امامت کا انکار کرے تو فقہاء
 نے اسے کافر قرار دیا اور متکلمین نے بدعتی اور اسی میں زیادہ احتیاط
 ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کے لیے بدلہ کا قائل ہو کہ اسے پہلے علم نہیں ہوتا
 شے واقع ہونے کے بعد علم ہوتا ہے، یا کہے کہ موجودہ قرآن ناقص ہے“

۱۔ مرید احمد حشمتی: جہان رضا مرکز مجلس رضا۔ لاہور، ص ۱-۱۳۰
 ۲۔ امام احمد رضا بریلوی، الوسائل الرضویہ للسائل الجفریہ مرکز مجلس رضا لاہور، ص ۶

اولیں واقع اہلِ رفض و خروج چارمی رکنِ ملت پہ لاکھوں سلام
 حاجیِ رفض و تفضیلِ نصب و خروج حامیِ دینِ سنت پہ لاکھوں سلام
 سبحان اللہ! کس عمدگی کے ساتھ مسلکِ اہلِ سنت کی ترجمانی فرمائی ہے۔
 بیشک اہلسنت کا امام ہی اتنی نفیس ترجمانی کر سکتا ہے۔

امام احمد رضا بریلوی نے ردیفِ باء میں ۲۱۶، اشعار پر مشتمل طویل قصیدہ
 کہا جس میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب بڑی شرح و بسط سے
 بیان کئے اور آخر میں بد مذہبوں پر تند و تیز تنقید کی ہے۔ زورِ بیان، شکوہِ الفاظ
 اور مطالب کی بلندی دیکھنے اور پڑھنے سے تعلق رکھتی ہیں، چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

علی سے محبت عمر سے عداوت کہیں بھی ہوئے جمع نور و غواہب
 روافض پہ واللہ قہر علی ہے خوارج پہ فاروقِ اعظم معاتب
 وہی تو محتاجِ حیدر جو رکھیں تقیہ کی تہمتِ شیرِ غالبؑ
 شیعہ ہونے کا الزام | دین و دیانت رکھنے والے حضرات کے لیے
 یہ امر باعثِ حیرت ہو گا کہ اہلِ سنت کے
 امام مولانا شاہ احمد رضا بریلوی پر لگائے جانے والے بے بنیاد الزامات میں
 سے ایک الزام یہ بھی ہے:

”وہ ایسے شیعہ خاندان سے تعلق رکھتے تھے، جس نے اہلسنت کو نقصان
 پہنچانے کے لیے بطورِ تقیہ، سُتی ہونا ظاہر کیا تھا۔“
 پندرھویں صدی کا یہ عظیم ترین جھوٹ بولتے ہوئے یہ نہیں سوچا کہ کیا

۱۔ امام احمد رضا بریلوی: حقائق بخشش (مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی) ج ۲ ص ۲۷ محمد محبوب
 علی خاں، مولانا: حقائق بخشش (ناجھڑیم پریس، ناٹجھڑیم) ج ۳ ص ۲۷ ظہیر: البریلویہ ص ۲۱۔

ساری دُنیا اندھی ہو گئی ہے جسے امام احمد رضا بریلوی کی تصانیف کا مطالعہ کرنے کا موقع نہیں ملے گا جو شخص فتاویٰ رضویہ اور دیگر بلند پایہ علمی تصانیف کا مطالعہ کرے گا، وہ آپ کی صداقت اور دیانت کے بارے میں کیا رائے قائم کرے گا؟ کیا قیامت کے دن، واحد قہار کی بارگاہ میں جواب دہی کا یقین بالکل ہی جاتا رہا ہے؟ یا روزِ قیامت کے آنے کا یقین ہی نہیں ہے۔

اس دعوے پر جو دلائل پیش کئے گئے ہیں، وہ اس قدر بے وزن اور غیر معقول ہیں کہ دلائل کہلانے کے قابل ہی نہیں، ذیل میں ان کا مختصر جائزہ پیش کیا جاتا ہے:

الزام نمبر ۱: ان کے آباؤ اجداد کے نام شیعوں والے ہیں ایسے نام اہل سنت میں رائج نہ تھے اور وہ یہ ہیں:

”احمد رضا، ابن نقی علی، ابن رضا علی، ابن کاظم علی“ لے

”نواب صدیق حسن خان کے والد کا نام حسن، دادا کا نام علی الحسن، بیٹے کا نام میر علی خان اور میر نور الحسن خان“ لے

غیر مقلدین کے شیخ الکل نذیر حسین دہلوی ہیں، مدراس کے مولوی صاحب کا نام محمد باقر ہے۔ قنوج کے مولوی کا نام ہے رستم علی ابن علی صفر، ایک دوسرے مولوی کا نام غلام حسین ابن مولوی حسین علی۔ ان لوگوں کا تذکرہ نواب بھوپالی کی کتاب الجہد العلوم کی تیسری جلد میں کیا گیا ہے۔ اہل بیت کے جریدے اشاعت السنۃ کے ایڈیٹر کا نام محمد حسین بٹالوی ہے کیا یہ شیعوں ہیں؟

الزام نمبر ۲: بریلوی نے ائمہ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ

لے ظہیر: البریلویہ ص ۲۱ لے ایضاً۔

تعالیٰ عنہا کے بارے میں ایسے کلمات کہے کہ انہیں سُنی کبھی زبان پر نہیں لاسکتا۔
اللہمَّ سُبْحَنَكَ هَذَا بَهْتَانٌ عَظِيمٌ۔

حدائق بخشش حصہ سوم | امام احمد رضا بریلوی کا نعتیہ دیوان دو حصوں پر مشتمل ہے۔ یہ ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۴ء

میں مرتب اور شائع ہوا۔ ماہ صفر ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء کو آپ کا وصال ہوا وصال کے دو سال بعد ذوالحجہ ۱۳۴۲ھ/۱۹۲۳ء میں مولانا محمد محبوب علی قادری لکھنوی نے آپ کا کلام متفرق مقامات سے حاصل کر کے حدائق بخشش حصہ سوم کے نام سے شائع کر دیا۔ انہوں نے مسودہ نا بھہ ٹیم پریس، نا بھہ کے سپرد کر دیا، پریس والوں نے کتابت کروائی اور کتاب چھاپ دی۔

کاتب بد مذہب تھا، اُس نے دانستہ یا نادانستہ چند ایسے اشعار ائمہ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مدح کے قصیدے میں شامل کر دیئے جو ائمہ زرع وغیرہ مشرکہ عورتوں کے بارے میں تھے، ان عورتوں کا ذکر حدیث کی کتابوں مسلم شریف، ترمذی شریف اور نسائی شریف وغیرہ میں موجود ہے۔

مولانا محمد محبوب علی خاں سے چند ایک تسامح ہوئے:

① چھپائی سے پہلے انہوں نے اپنی مصروفیات اور پریس والوں پر اعتماد کر کے چھپنے سے پہلے کتابت کو چیک نہ کیا۔

② کتاب کا نام ”حدائق بخشش“ حصہ سوم رکھ دیا، حالانکہ انہیں چاہیے تھا کہ ”باقیات رضا“ یا اسی قسم کا کوئی دوسرا نام رکھتے۔

③ ٹائٹل پیج پر کتاب کے نام کے ساتھ ۱۳۲۵ھ بھی لکھ دیا، حالانکہ

یہ سن پہلے دو حصوں کی ترتیب کا تھا جو مصنف کے سامنے ہی چھپ چکے تھے۔ تیسرا حصہ تو ۱۳۲۲ھ میں مرتب ہو کر شائع ہوا۔ اسی لیے ٹائٹل پیج پر امام احمد رضا بریلوی کے نام کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھا ہوا ہے۔ اکبران کی زندگی اور ۱۳۲۵ھ میں یہ کتاب چھپتی تو ایسے دعائیہ کلمات ہرگز نہ درج ہوتے۔

(۴) یہ مجموعہ مرتب کر کے امام احمد رضا بریلوی کے صاحبزادے مولانا مصطفیٰ رضا خاں یا بھتیجے مولانا حسنین رضا خاں کو دکھائے اور منظوری حاصل کئے بغیر چھاپ دیا۔

(۵) کتاب چھپنے کے بعد جیسے ہی صورت حال سامنے آئی تھی، اس غلطی کی تصحیح کا اعلان کر دیتے تو صورت حال اتنی سنگین نہ ہوتی، لیکن یہ سوچ کر خاموش رہے کہ اہل علم خود ہی سمجھ جائیں گے کہ یہ اشعار غلط جگہ چھپ گئے ہیں اور آئندہ ایڈیشن میں تصحیح کر دی جائے گی۔

محدث اعظم ہند سید محمد محدث کچھوچھوی کے صاحبزادے حضرت علامہ سید محمد مدنی میاں فرماتے ہیں:

”مجھے محبوب الملت (مولانا محمد محبوب علی خاں) کے خلوص سے انکار نہیں اور نہ ہی میں یہ ماننے کے لیے تیار ہوں کہ انہوں نے امام احمد رضا کی کسی قدیم رنجش کی بنا پر ایسا کیا، لیکن میں اس حقیقت کے اظہار سے بھی اپنے کو روک نہیں پارہا ہوں کہ محبوب الملت نے کسی سے مشورہ کئے بغیر حقائق رنجش نہیں تیسری جلد کا اضافہ کر کے اپنی زندگی کا سب سے بڑا تسامح کیا ہے۔ ایک ایسا

۱۔ محمد محبوب علی خاں، مولانا: حقائق رنجش رانا بھیم پریس، نابھہ، ص ۱۰۔

تسامح جس کی نظر نہیں ملتی۔ ایک ایسی فاش غلطی جس کی تہنا ذمہ داری محبوب الملّت پر عائد ہوتے ہوئے بھی امام احمد رضا کو مخالفین کے اتہام کی زد سے بچانہ سکی بیوتج کر بتائیے کہ اس میں امام احمد رضا کی کیا غلطی؟ غیر شعوری ہی کیوں نہ ہو، آنے والا مورخ اس طرح کی خوش عقیدگی کو ظلم ہی سے معنون کرے گا۔^۱

ایک عرصہ بعد دیوبندی مکتب فکر کی طرف سے پورے شد و مد سے یہ پروپیگنڈا کیا گیا کہ مولانا محمد محبوب علی خاں نے حضرت ائمہ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بارگاہ میں گستاخی کی ہے، لہذا انہیں ممبئی کی سنی جامع مسجد سے نکال دیا جائے۔

مولانا محمد محبوب علی خاں نے اسے اپنی انا کا مسئلہ نہیں بنایا اور وہ کچھ کیا جو ایک سچے مسلمان کا کام ہے۔ انہوں نے مختلف جرائد اور اخبارات میں اپنا توبہ نامہ شائع کرایا۔ علامہ مشتاق احمد نظامی مصنف خون کے آنسو نے ایک ہفت روزہ کے ذریعے انہیں غلطی کی طرف متوجہ کیا تھا۔ انہیں مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

آج ۹ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ کو ممبئی کے ہفتہ وار اخبار میں آپ کی تحریر ”حقائق بخشش“ حصہ سوم کے متعلق دیکھی، جواباً پہلے فقیر حقیر اپنی غلطی اور تساہل کا اعتراف کرتے ہوئے اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور اس خطا اور غلطی کی معافی چاہتا ہے اور استغفار کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ معافی بخشے۔

آمین! (ماہنامہ سنی دنیا، شمارہ ذوالحجہ ۱۳۷۳ھ ص ۱۷)

اس کے باوجود مخالفین نے اطمینان کا سانس نہ لیا، بلکہ پروپیگنڈا کیا کہ یہ توبہ قابل قبول نہیں ہے۔ اس پر علمائے اہل سنت سے فتوے حاصل کئے گئے کہ ان کی

^۱ شریعت حنفیہ، لاہور، انوار رضا ص ۲۱۲ محمد منظر اللہ دہلوی، مفتی: فتاویٰ منظری (مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی) ج ۲ ص ۳۹۳۔ اور مولانا محبوب علی خان۔

توبہ یقیناً مقبول ہے کیونکہ انہوں نے یہ اشعار نہ تو ائمہ المومنین کے بارے میں کہے اور نہ لکھے ہیں، ان کی غلطی صرف اتنی تھی کہ کتابت کی دیکھ بھال نہ کر سکے۔ اس کی انہوں نے علی الاعلان اور بار بار توبہ کی ہے اور در توبہ کھلا ہوا ہے۔ پھر کسی کے یہ کہنے کا کیا جواز ہے کہ توبہ قبول نہیں۔ یہ فتاویٰ فیصلہ مقدسہ کے نام سے ۱۳۷۵ھ میں چھپ گئے اور تمام شور اور شر ختم ہو گیا، اس میں ایک سو انیس علماء کے فتوے اور تصدیقی دستخط ہیں۔ الحمد للہ کہ فیصلہ مقدسہ، مرکزی مجلس رضالاہور نے دوبارہ چھاپ دیا ہے تفصیلات اس میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

مقام غور ہے کہ جو کتاب امام احمد رضا بریلوی کے وصال کے بعد مرتب ہو کر چھپی ہو اس میں پائی جانے والی غلطی کی ذمہ داری ان پر کیسے ڈالی جاسکتی ہے؟ ۱۳۷۴ھ/۱۹۵۵ء میں بھی جب یہ ہنگامہ کھڑا کیا گیا تو تمام تر ذمہ داری مولانا محمد محبوب علی خاں مرتب کتاب پر ڈال دی گئی تھی کسی نے بھی یہ نہ کہا کہ امام احمد رضا بریلوی نے حضرت ائمہ المومنین کی شان میں گستاخی کی ہے، لیکن آج حقائق سے منہ موڑ کر گستاخی کا الزام انہیں دیا جا رہا ہے۔

آج تک امام احمد رضا بریلوی اور ان کے ہم مسلک علماء پر یہی الزام عائد کیا جاتا تھا کہ یہ لوگ انبیاء و اولیاء کی محبت و تعظیم میں غلو سے کام لیتے ہیں۔ پھر کیا یہ کیا پلٹ کیسے گئی کہ انہیں گستاخی کا مرتکب قرار دیا جا رہا ہے؟ دراصل امام احمد رضا بریلوی نے بارگاہ خداوندی اور حضرات انبیاء و اولیاء کی شان میں گستاخی کرنے والوں کا سخت علمی و قلمی محاسبہ کیا تھا، جس کا نہ تو جواب دیا جاسکا اور نہ ہی توبہ کی توفیق ہوئی، لہذا انہیں بے بنیاد الزام دیا جانے لگا کہ یہ گستاخی کے مرتکب ہیں۔ مولوی محمد اسماعیل دہلوی اپنے پیرو مشد سید احمد رائے بریلی کے بارے میں کہتے ہیں کہ کمالات طریق نبوت اجمالاً تو ان کی فطرت میں موجود تھے۔ پھر ایک

وقت آیا کہ یہ کمالات راہِ نبوت تفصیلاً کمال کو پہنچ گئے اور کمالات طریقِ ولایت بطریقِ احسن جلوہ گر ہو گئے۔ ان کمالات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”جناب علی مرتضیٰ نے حضرت کو اپنے دستِ مبارک سے غسل دیا اور اُن کے بدن کو خوب دھویا، جیسے باپ اپنے بچوں کو مل کر غسل دیتے ہیں اور حضرت فاطمہ زہراؑ نے بیش قیمت لباس اپنے ہاتھ سے انہیں پہنایا۔ پھر اسی واقعہ کے سبب کمالاتِ طریقِ نبوت انتہائی جلوہ گر ہو گئے۔“

یہ اگرچہ خواب کا واقعہ بتایا جا رہا ہے، لیکن ہمیں یہ پوچھنے کا حق ہے کہ ایسے واقعات کا کتابوں میں درج کرنا اور پھر فارسی اور اردو میں انہیں بار بار شائع کرنا حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں سوئے ادبی نہیں ہے؟ پھر کیا وجہ ہے کہ علمائے اہل سنت کے توجہ دلانے کے باوجود علماء اہل حدیث نے اس کا تذکرہ نہ کیا اور نہ ہی توبہ کی حافظ شیرازی نے کیا خوب کہا ہے:

مشکلے دارم ز دانیانِ عالم باز پرس

توبہ فرمایاں چہر خود توبہ کمتر می کنند

الزام نمبر ۳: انہوں نے ایسے عقائد و افکار کو رواج دیا جو ان سے پہلے پاک و ہند کے اہل سنت میں رائج نہیں تھے اور وہ تمام شیعہ سے ماخوذ ہیں جیسے انبیاء و اولیاء کے لیے علم غیب، مسئلہ علم ماکان و مایکون اور اختیار و قدرت وغیرہ۔ یہ تو آپ آئندہ ابواب میں دیکھیں گے کہ یہ عقائد قرآن و حدیث اور علماء اسلام کے اقوال سے ثابت ہیں اور وہ عقائد ہیں جو ابتدائے اسلام ہی سے چلے آئے ہیں۔ اس

لے ظہیر: البریلویہ ص ۲۱ شہ ایضاً۔

وقت صرف چند حوالے درج کئے جاتے ہیں جن سے معلوم ہو گا کہ امام احمد رضا بریلوی نے قدیم سنی حنفی طریقے کی حمایت و حفاظت کی ہے اور دوسرے فرقوں نے سلف صالحین کے راستے سے انحراف کیا ہے۔

سید سلیمان ندوی جن کا میلان طبع اہل حدیث کی طرف تھا، بیان کرتے ہیں کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے بعد دو گروہ نمایاں ہوئے:

① علماء دیوبند اور مولانا سخاوت علی جوہری وغیرہ اس سلسلے میں توحید خالص کے جذبہ کے ساتھ حنفیت کی تقلید کا رنگ نمایاں رہا۔

② میاں نذیر حسین دہلوی اس سلسلے میں توحید خالص اور رد بدعت کے ساتھ فقہ حنفی کی تقلید کی بجائے براہ راست کتب حدیث سے بقدر فہم استفادہ اور اس کے مطابق عمل کا جذبہ نمایاں ہوا اور اسی سلسلے کا نام اہل حدیث مشہور ہوا۔ ان دو کے علاوہ ایک تیسرا سلسلہ بھی تھا، جس کا ذکر وہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

”تیسرا فرق وہ تھا جو شدت کے ساتھ اپنی روش پر قائم رہا اور اپنے کو اہل سنت کہتا رہا۔ اس گروہ کے پیشوا زیادہ تر بریلی اور بدایوں کے علماء تھے“۔

اس اقتباس سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ بریلی اور بدایوں کے علماء کسی نئے فرقے کے بانی نہ تھے، بلکہ اصلی سلفی حنفی تھے۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری مدیر اہل حدیث نے ۱۹۳۷ء میں لکھا تھا: ”امرتسر میں مسلم آبادی، غیر مسلم آبادی (ہندو سکھ وغیرہ) کے مساوی ہے“۔

۱۔ سید سلیمان ندوی: حیاتِ نبلی، ص ۳۳ تا ۳۶ (بحوالہ تقریب تذکرہ اکابر اہل سنت)

اسی سال قبل قریباً سب مسلمان اسی خیال کے تھے، جن کو آج کل بریلوی حنفی خیال کیا جاتا ہے۔^۱

چونکہ امام احمد رضا بریلوی نے مسلک اہل سنت اور مذہب حنفی کی زبردست حمایت و حفاظت کی تھی، اس لیے ان کی نسبت، اہل سنت کے لیے نشان امتیاز بن گئی ہے ورنہ بریلوی کوئی نیا فرقہ نہیں ہے۔

شیخ محمد اکرام جو سرسید کے مکتب فکر سے وابستہ اور اہل سنت و جماعت سے کھلم کھلا عناد رکھتے تھے، وہ بھی بریلوی پارٹی کے عنوان کے تحت امام احمد رضا بریلوی کے متعلق لکھ گئے:

”انہوں نے..... نہایت شدت سے قدیم حنفی طریقوں کی حمایت کی۔^۲ ہندوستان کے معروف محقق اور ادیب مالک رام جو قادیانیت اور ندویہ دونوں سے متاثر نہیں، امام احمد رضا بریلوی کے بارے میں لکھتے ہیں:

”جیسا کہ سب کو معلوم ہے بریلی، مولانا احمد رضا خاں مرحوم کا وطن ہے، وہ بڑے سخت گیر قسم کے قدیم الخیال عالم تھے۔“^۳ اس کے باوجود کوئی شخص حقائق کا منہ چڑانے کی کوشش کرے تو اسے کیا کہا جائے؟

الزام نمبر: وہ شیعہ ائمہ اہل سنت اور فضائل اہل بیت

زواہد و احادیث کی روایت کرتے تھے اور انہیں اہل سنت میں رواج دیتے تھے، مثلاً ان علیاً قسیم النار علی مرتضیٰ (دشمنوں کو آگ تقسیم کرنے والے ہیں) نیز یہ روایت کہ فاطمہ کا نام فاطمہ اس

^۱ شفاء اللہ ام تسری: شیعہ توحید و مطہرہ سرگودھا، ص ۴۰۔ شیخ محمد اکرام: (بقیہ صفحہ آئندہ)

لئے رکھا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اور ان کی ذریت کو آگ سے دور کر دیا ہے۔
حضرت امام علامہ قاضی عیاض فرماتے ہیں:

وقد خرج اهل الصحيح اصحاب صحاح اور ائمہ حدیث
والائمة ما اعلم به نے وہ حدیثیں روایت کیں، جن میں
اصحابہ صلی اللہ علیہ وسلم حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
مما وعدهم من الظهور نے اپنے صحابہ کو غیب کی خبریں دیں
على اعدائه (الی ان قال) مثلاً یہ وعدہ کہ وہ دشمنوں پر غالب
وقتل على وأن اشقاها آئیں گے اور مولیٰ علی کی شہادت
الذي يخضب هذه من اور یہ کہ اُمت کا بد بخت ترین ان
هذه اى لحية من رأسه کے سر مبارک کے خون سے ریش
وانه قسيم النار يدخل مطہ کو رنگے گا اور یہ کہ مولیٰ علی
اوليائه الجنة واعلاء النار قسیم دوزخ ہیں، اپنے دوستوں
کو بہشت میں اور اپنے دشمنوں کو دوزخ میں داخل فرمائیں گے۔
کیا قاضی عیاض شیعہ تھے؟ نہیں، ہرگز نہیں، وہ اہل سنت کے مسلم بزرگ
اور امام ہیں۔ نواب صدیق حسن خاں بھوپالی لکھتے ہیں:
كان امام وقته في الحديث قاضی عیاض اپنے دور میں حدیث

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) موج کوثر و طبع ہفتم ۱۹۶۶ء ص ۷۰ (بحوالہ تقریب مذکور)

۳ مالک رام: نذر عرشی (مطبوعہ دہلی) ص ۱۳ (ایضاً)

۴ ظہیر: البریلویہ، ص ۲۲-۲۱ (حاشیہ صفحہ موجودہ) ۵ قاضی عیاض مالکی:

شفاء و فاروقی کتب خانہ، ملتان، ج ۱، ص ۲۲۳۔

815/6

وعلومہ رالی ان قال، وکان
لہ عناية کثیرة بہ
والاہتمام بجمعه وتقيدہ
وہو من اهل اليقين
فی العلم والذکاء والفتنة
والفہم۔
اور علوم حدیث کے امام تھے۔
حدیث کی طرف ان کی توجہ بہت
تھی۔ حدیث کے جمع کرنے اور
ضبط کا اہتمام کرتے تھے، وہ
علم وفہم اور ذکاوت و فطانت
میں صاحب یقین تھے۔

شافعیہ کے عظیم ترین عالم حضرت علامہ نووی مسلم شریف کی شرح میں
اکثر و بیشتر علامہ قاضی عیاض کے حوالے بطور استشہاد نقل کرتے ہیں۔ اس
خارجیت کا کیا کیا جائے کہ جسے محب اہل بیت دیکھا اُسے رافضی اور شیعہ کا لقب
دے دیا، حالانکہ اہل سنت کا امتیازی نشان یہ ہے کہ وہ صحابہ کرام و اہل بیت
عظام دونوں کے ساتھ والہانہ عقیدت و محبت رکھتے ہیں۔ امام شافعی کو بھی
اہل بیت کی محبت پر رافضی ہونے کا الزام دیا گیا تھا۔ امام نے اس کے جواب
میں فرمایا:۔

لو کان رفا حاب آل محمد
فلیشهد الثقلان انی رافضیؑ

”اگر آل محمد کی محبت رافض ہے، تو جن و انسان گواہ ہو جائیں کہ
میں رافضی ہوں۔“

یعنی یہ غلط ہے کہ اہل بیت کی محبت رافض ہے، رافضی تو صحابہ کرام و اہل بیت

۱۔ نواب صدیق حسن خاں: ابجد العلوم ج ۳، ص ۱۳۸

۲۔ ابن جریر مکی ہیثمی: الصواعق المحرقة (مکتبۃ القاہرہ، مصر) ص ۳۳

رکھتے ہیں، جیسے خارجی اہل بیت کے دشمن ہیں، اہل سنت دونوں محبتوں کے جامع ہیں۔ امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
بخم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

شفاء شریف کی شرح نسیم الریاض میں علامہ خفاجی فرماتے ہیں کہ ابن اثیر نے نہایہ میں بیان کیا کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

انا نسیم النار

علامہ شہاب الدین خفاجی فرماتے ہیں:

”ابن اثیر ثقہ ہیں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو فرمایا ہے، وہ رائے سے نہیں کہا جاسکتا، لہذا یہ حکم حدیث مرفوع ہے، کیونکہ اس میں اجتہاد کا دخل نہیں ہے“

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد حضرت شاذان فضلی نے ”جزء ورد الشمس“ میں روایت کیا ہے۔ کیا اس کے باوجود بھی کہا جاسکتا ہے کہ یہ شیعہ روایت ہے؟

دوسری روایت کے بارے میں سنیے، حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں:

| | |
|----------------------|--|
| فقد ورد مرفوعاً انما | مرفوعاً وارد ہے (یعنی یہ نبی اکرم |
| سمیت فاطمة لان الله | صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے) |
| قد فطمها وذریتها | کہ فاطمہ، نام اس لیے رکھا گیا کہ |

۱۔ احمد شہاب الدین الخفاجی، علامہ نسیم الریاض (مکتبہ سلفیہ، مدینہ منورہ) ج ۲، ص ۱۶۳

۲۔ ایضاً امام احمد رضا بریلوی، الامن والاعلیٰ (کامیاب دار التبلیغ، لاہور) ص ۵۹

عن النّار يوم القيامة“ اللہ تعالیٰ نے انہیں اور ان کی
 اخرجہ الحافظ الدمشقی، اولاد کو قیامت کے دن آگ
 وروی النسائی مرفوعاً انما سے محفوظ کر دیا ہے۔ یہ روایت
 سمیت فاطمة لان اللہ حافظ الحدیث ابن عساکر دمشقی
 تعالیٰ فطمہا وحبیبہا نے بیان کی۔ امام نسائی حدیث
 عن النّار“ مرفوع روایت کرتے ہیں کہ فاطمہ،
 اس لیے نام رکھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اور ان کے محبتیں کو آگ
 سے محفوظ کر دیا ہے۔

اب بتایا جائے کہ اس روایت کے بیان کرنے پر صرف امام احمد رضا
 بریلوی کو شیعہ ہونے کا الزام دیا جائے گا یا اس الزام میں حافظ ابن عساکر
 دمشقی، امام نسائی اور ملا علی قاری کو بھی شریک کیا جائے گا؟ ان حضرات کو
 شیعہ قرار دینے والا کیا اپنا نام خوارج کی فہرست میں داخل نہیں کرے گا؟
 الزام نمبر ۵: وہ کہتے تھے کہ اغواث یعنی مخلوق کے مددگاروں
 اور وہ جن سے مدد طلب کی جاتی ہے، کی ترتیب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 سے شروع ہو کر حضرت حسن عسکری تک ہے۔ حضرت حسن عسکری شیعہ کے
 نزدیک بارہویں امام ہیں“ لے

یہ نقل، اصل کے بالکل خلاف ہے۔ امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:
 ”غوث اکبر و غوث ہر غوث حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

لے علی بن سلطان محمد القاری: شرح فقہ اکبر مصطفیٰ البابی، مصر، ص ۱۱۰

لے ظہیر: البریلویہ، ص ۲۲ -

میں صدیق اکبر حضور کے وزیر دست چپ تھے اس سلطنت میں وزیر دست چپ وزیر دست راست سے اعلیٰ ہوتا ہے اور فاروق اعظم وزیر دست راست۔ پھر اُمت میں سب سے پہلے درجہ غوثیت پر امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ممتاز ہوئے اور وزارت امیر المومنین فاروق اعظم و عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو عطا ہوئی۔ اس کے بعد امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثیت مرحمت ہوئی اور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم و امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ وزیر ہوئے۔

پھر مولیٰ علی کو (غوثیت عطا ہوئی) اور امامین محترمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما وزیر ہوئے۔ پھر امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درجہ بدرجہ امام حسن عسکری تک یہ سب مستقل غوث ہوئے۔ امام حسن عسکری کے بعد حضرت غوث اعظم تک جتنے حضرات ہوئے سب ان کے نائب ہوئے۔ ان کے بعد سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مستقل غوث، حضور تہنا غوثیت کبریٰ کے درجے پر فائز ہوئے۔

اس عبارت کے دو پیرے ہیں، الزام دینے کے لیے صرف دوسرے پیرے کا ایک حصہ نقل کر کے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ امام احمد رضا بریلوی کے نزدیک پہلے غوث حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آخری غوث حضرت

۱۔ محمد مصطفیٰ رضا خاں، مولانا: ملفوظات (مطبوعہ لاہور) ص ۱۱۵۔

حسن عسکری ہیں یعنی ان کے نزدیک صرف وہی شیعوں کے بارہ امام ہی غوث ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حاشیہ میں بطور حوالہ صرف "ملفوظات" لکھنے پر اکتفا کیا گیا، صفحہ نمبر نہیں لکھا گیا تاکہ اصل کی طرف رجوع کرنے سے حقیقت نہ کھل جائے! انصاف کی نگاہ سے دیکھا جائے، تو معلوم ہوگا کہ امام احمد رضا نے امت میں سب سے پہلا غوث حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرار دیا ہے اور آخر میں سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیا ہے کیا شیعہ ان حضرات کو غوث مانتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

پھر یہ کہنا کہ یہی شیعہ کے بارہ امام ہیں۔ یہ بھی صحیح نہیں ہے، کیونکہ یہ حضرات اہل سنت کے نزدیک بھی مسلم روحانی پیشوا ہیں۔ شیعہ سے فرق اس لحاظ سے ہے کہ اہل سنت کے نزدیک یہ حضرات معصوم اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نظم مملکت کے لیے مقرر کردہ خلیفہ نہیں ہیں اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چوتھا خلیفہ مانتے ہیں، جبکہ شیعہ کا ان امور میں اختلاف ہے۔ علامہ سعد الدین تفتازانی فرماتے ہیں:

والمشائخ في علم السُّرِّو مشائخ نے علم سر اور تصفیہ
تصفیۃ الباطن فان باطن میں حضرت علی رضی اللہ
المرجع فیہ الی العترة تعالیٰ عنہ سے استناد کیا ہے کیونکہ
الطاهرة بلہ اس علم کا سرخیمہ اہل بیت کرام ہیں۔

علامہ نے نہ صرف یہ قول نقل کیا ہے، بلکہ اسے برقرار رکھا ہے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے سوال کیا گیا:

علامہ سعد الدین مسعود التفتازانی، علامہ شمس مقاصد (دار المعارف النعمانیہ لاہور) ج ۲ ص ۲۰۰

جناب فخر المحدثین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی صاحب قدس سرہ در
تفہیمات الہیہ وغیرہ صفات اربعہ کہ عصمت و حکمت و وجاہت و قطبیت باطنہ
است برائے حضرات ائمہ اثنا عشر علیہم السلام ثابت کر دہ اند۔
”فخر المحدثین حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ نے تفہیمات الہیہ
وغیرہ میں عصمت، حکمت، وجاہت اور قطبیت چار صفتیں بارہ اماموں کے لیے
ثابت کی ہیں۔“

کیا یہ عقیدہ خلفائے ثلاثہ کی افضلیت کے خلاف نہیں ہے؟
اس کے جواب میں سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی
فرماتے ہیں:-

”قطبیت باطنہ کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بعض بندوں کو مخصوص
فرما دیتا ہے کہ فیض الہی اولاً و بالذات ان پر نازل ہوتا ہے پھر ان
سے دوسروں کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ اگرچہ یہ ظاہر کوئی ان کا کسب
فیض نہ کرے جیسے سورج کی شعاعیں روشن دان کے ذریعے کسی گھر
میں پہنچیں تو اولاً وہ روشن دان، روشن ہوگا اور اس کے واسطے سے
گھر کی تمام چیزیں روشن ہوں گی۔ اس کو قطب ارشاد بھی کہتے ہیں،
برخلاف قطب مدار کے۔“

خلاصہ یہ کہ از روئے تحقیق ان چار صفات کا بارہ اماموں کے لیے ثابت
کرنا مذہب اہل سنت کے خلاف ہے (اگرچہ ظاہر بین حضرات ان الفاظ کے
استعمال سے گہرائیں گے) اور نہ شیخین کی افضلیت کے خلاف ہے جس پر تمام

۱۔ عبدالعزیز محدث دہلوی، شاہ: فتاویٰ عزیزی فارسی مجتبیٰ، دہلی، ج ۱ ص ۱۲۷

اہل حق کا اتفاق ہے۔“ (ترجمہ)

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے نزدیک بارہ امام نہ صرف روحانی پیشوا ہیں، بلکہ عصمت، حکمت، وجاہت اور قطبیت باطنہ چاروں صفات کے حامل ہیں اور اللہ تعالیٰ کا فیض اولاً ان پر نازل ہوتا ہے اور ان کے واسطے سے دوسروں تک پہنچتا ہے۔ کیا علامہ تفتازانی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سب کے سب شیعہ ہیں؟ یا یہ فتویٰ امام احمد رضا بریلوی ہی کے لیے مختص ہے؟

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، یہ ارشاد بھی توجہ طلب ہے:
و معنی امامت کہ در اولاد حضرت امیر باقی ماند و یکے مرد گیرے را
وصی آں می ساخت ہمیں قطبیت ارشاد و تبعیت فیض ولایت
بود و لہذا الزام ایں امر بکائنہ خلایق از ائمہ اطہار مروی شدہ بلکہ
یاران چیدہ و مصاحبان برگزیدہ خود را بآں فیض خاص مشرف می
ساختند و ہر یکے را بقدر استعداد او بایں دولت می نواختند۔

”حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں جو امامت باقی
رہی اور ان میں سے ایک دوسرے کو وصی بناتا رہا۔ وہ یہی قطبیت ارشاد
اور فیض ولایت کا منبع ہوتا تھا۔ اسی لیے ائمہ اطہار میں سے کسی
سے مروی نہیں کہ انہوں نے امامت کا تسلیم کرنا تمام انسانوں پر

۱۔ عبدالعزیز محدث دہلوی، شاہ: فتاویٰ عزیزی فارسی (مجتبائی، دہلی، ج ۱ ص ۱۲۹)

۲۔ ایضاً، تحفہ اثناء عشریہ، ص ۲۱۳۔

لازم قرار دیا ہو، بلکہ اپنے چیدہ چیدہ دوستوں اور منتخب مصاحبوں کو اس فیضِ خاص سے مشرف فرماتے تھے، اور ہر ایک کو اس کی استعداد کے مطابق اس دولت سے نوازتے تھے؟

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا ایک اور فرمان ملاحظہ ہو جو چشم بصیرت کے لیے سرمہ ثابت ہوگا:

”نیز پچھلے ام مثل حضرت سجاد و باقر و صادق و کاظم و رضات م اہل سنت کے مقتدا اور پیشوا ہوئے ہیں کہ اہل سنت کے علماء مثلاً زہری، امام ابو حنیفہ اور امام مالک نے ان حضرات کی شاگردی اختیار کی ہے اور اس وقت کے صوفیاء مثلاً حضرت معروف کرمی وغیرہ نے ان حضرات سے کسب فیض کیا اور مشائخ طریقت نے ان حضرات کے سلسلہ کو سلسلۃ الذہب قرار دیا اور اہل سنت کے محدثین نے ان بزرگوں سے ہر فن خصوصاً تفسیر و سلوک میں احادیث کے دفتروں کے دفتر روایت کیے ہیں“۔

اب تو اہل سنت کے ائمہ مجتہدین، محدثین، مفسرین اور صوفیاء کو بھی شیعہ قرار دے دیجئے کہ وہ ائمہ اہل بیت سے ہر قسم کا استفادہ اور استناد کرتے رہے ہیں۔ امام احمد رضا بریلوی تو بارہ اماموں کو غوث ہی مانتے ہیں لیکن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی تو بارہ امام کو معصوم اور قطب ارشاد بھی مانتے ہیں اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تو بارہ اماموں کی تائید کر رہے ہیں، ان کے شیعہ ہونے پر تو بہت پختہ مہر ثبت ہونی چاہیے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بارہ اماموں کو چار

۱۔ عبدالعزیز محدث دہلوی شاہ: تحفہ اشعار عشریہ ص ۲۳۳۔

صفات، عصمت، حکمت، وجاہت اور قطبیّت باطنہ کا حامل قرار دیا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ان کے معصوم ہونے کی تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”عصمت کے دو معنی ہیں: ① گناہ پر قادر ہونے کے باوجود اس کا صدور محال ہو اور یہ معنی باجماع اہل سنت، حضرات انبیاء اور ملائکہ علویہ کے ساتھ مخصوص ہیں ② گناہ کا صدور ہونا جائز ہے اس پر کوئی محال لازم نہیں آتا، لیکن اس کے باوجود صادر نہ ہو اور اس معنی کو صوفیہ محفوظیت کہتے ہیں اور اسی معنی کے اعتبار سے صوفیہ کے کلام میں اپنے لیے عصمت کی دُعا واقع ہے“ (ترجمہ) ۱
الزام نمبر ۲: انہوں نے کہا کہ علی مرتضیٰ اس شخص کی بلا کو دفع کرتے ہیں اور تکلیفوں کو دور کرتے ہیں جو مشہور دُعا سیفی سات بار یا ایک بار پڑھے اور وہ دُعا یہ ہے:

ناد علیا مظہر العجائب والفرائب، تجدد عونا
لك في التوائب، كل هم وغم سينجلي بولايتك
يا علی یا علی ۲

امام احمد رضا بریلوی نے یہ دُعا ایک ایسی کتاب سے نقل کی ہے جس کی اجازتیں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے اساتذہ حدیث سے لیتے اور اپنے شاگردوں کو دیتے رہے، ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں:

”طرفہ تر سینے شاہ ولی اللہ صاحب کے ”اتباء فی سلاسل اولیاء اللہ“

۱۔ عبدالعزیز محدث دہلوی، شاہ: فتاویٰ عزیزی فارسی ج ۱ ص ۱۲۸

۲۔ ظہیر: البریلویہ ص ۲۲۔

سے روشن کہ شاہ صاحب والا مناقب اور ان کے بارہ اساتذہ علم حدیث و مشارح طریقت جن میں مولانا طاہر مدنی اور ان کے والد و استاذ و پیر مولانا ابراہیم کردی اور ان کے استاذ مولانا احمد قشاشی اور ان کے استاذ مولانا احمد شناوی اور شاہ صاحب کے استاذ والا استاذ مولانا احمد نخلی وغیرہم اکابر داخل ہیں کہ شاہ صاحب کے اکثر سلاسل حدیث انہیں علماء سے ہیں۔ ”جواب خمسہ“ حضرت شاہ محمد گوالیاری علیہ رحمۃ الباری و خاص ”دُعائے سیفی“ کی اجازتیں لیتے اور اپنے مریدین و معتقدین کو اجازت دیتے۔^۱

اب بجائے اس کے کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، ان کے اساتذہ اور حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری کو مشرک، بدعتی اور شیعہ قرار دیا جاتا، اُنٹا امام احمد رضا بریلوی پر شیعہ ہونے کا الزام لگایا جا رہا ہے۔ اگر دُعائے سیفی کو ماننے کی بناء پر امام احمد رضا بریلوی شیعہ قرار پاتے ہیں تو مذکورہ بالا تمام حضرات سے دست بردار ہو کر اعلان کر دیجئے کہ وہ شیعہ اور مشرک نہ عقائد کے حامل تھے، آخر یہ تفریق کیوں؟

اسی الزام میں یہ بھی کہا گیا ہے:

یہ شعر و فح امراض کے لیے مفید اور حصول وسیلہ و ثواب کا سبب ہے
 لِيُخَمِّسَهُ أَطْفَى بِهَا حَرَّ الْوَبَاءِ الْحَاطِمَةِ
 الْمُصْطَفَى وَالْمُرْتَضَى وَأَبْنَاهُمَا وَالْفَاطِمَةُ

یہ شعر فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص ۸۷ کے حوالے سے نقل کیا گیا، حالانکہ

^۱ امام احمد رضا خاں بریلوی، امام: الامن والاعلیٰ مطبوعہ لاہور، ص ۱۲

^۲ ظہیر: البریلویہ، ص ۲۲

اس صفحہ میں یہ شعر کہیں بھی موجود نہیں ہے۔ اس شعر اور دُعائے سیفی میں سے اہل بیت کرام سے توسل کیا گیا ہے جو اُمتِ مسلمہ کا سلفاً و خلفاً معمول رہا ہے اس کی تفصیل تو توسل کی بحث میں ملاحظہ فرمائیں۔ ہر دست امام شافعی کا یہ شعر ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں:

ال النبی ذریعتی وہم، الیہ وسیلتی
 ارجو بہم اُعطی غداً ابید الیہین صحیفۃ
 ”نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آل پاک، بارگاہِ الہی میں میرا
 ذریعہ اور وسیلہ ہیں اُمید ہے کہ قیامت کے دن اُن کے وسیلے سے
 مجھے دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دیا جائے گا۔“

الزام نمبر ۱: وہ علمِ جبر اور جامعہ کو مانتے ہیں، جبر وہ جلد
 تھی جس میں جبر صادق نے ہر وہ چیز لکھ دی تھی جو قیامت تک ہونیوالی
 تھی اور جس کی معرفت کی اہل بیت کو ضرورت ہو سکتی تھی، نیز جبر جامعہ
 حضرت علی کی دو کتابیں ہیں جن میں انتہائے دنیا تک کے ہونے والے حوادث
 علم الحروف کے طریقہ پر لکھ دیتے تھے اور آپ کی اولاد میں ائمہ معروفین ان کو
 جانتے تھے۔ (ترجمہ ملخصاً)

علمی دنیا میں ایسی باتوں کی کیا وقعت ہے؟ علمِ جبر کی اہم ترین کتابوں
 میں سے ایک شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی تصنیف ہے۔ اس علم کے شروع
 کرنے سے پہلے جن اسماء الہیہ کا ورد کیا جاتا ہے خواب میں ہر کارِ دعو عالم صلی اللہ

۱۔ ابن حجر مکی، مینی الصواعق المحرقة، ص ۱۸۰

۲۔ ظہیر: البرطویہ ص ۲۲

تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی ہے۔ اگر حضور اجازت دیں تو اس فن کو شروع کرے، ورنہ چھوڑ دے۔ کیا جو علوم قدیم زمانے سے چلے آرہے ہوں، جن کو حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے شروع کیا جاتا ہو اور جو ائمہ اہل بیت کا خصوصی علم ہو، کیا اسے جان لینے یا اس کے مان لینے سے انسان شیعہ ہو جاتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اس سے پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ ائمہ اہل بیت، اہل سنت کے محدثین، مفسرین، فقہاء، و صوفیاء کے مقتدا و پیشوا ہیں، کیا ان سب پر تشیع کا حکم لگایا جائے گا؟ پھر یہ بھی قابل غور حقیقت ہے کہ شریعت مبارکہ نے جن علوم سے منع نہ کیا ہو ان پر کسی کی اجارہ داری نہیں ہو سکتی۔ نحو اور بلاغت کے بڑے بڑے ائمہ معتزلی ہوتے ہیں کیا ان علوم میں مہارت حاصل کرنے والا معتزلی ہو جائے گا۔

الزام نمبر ۸: انہوں نے یہ بھوٹی روایت نقل کی، اسے برقرار رکھا، اور اہل سنت کو اس کی تلقین کی:

”رضا سے کہا گیا۔ جو امام ثامن اور شیعہ کے نزدیک معصوم ہیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مجھے ایک کلام تلقین فرمائیے کہ اہل بیت کرم کی زیارت میں عرض کیا کروں؟ فرمایا قبر سے نزدیک ہو کر چالیس بار تکبیر کہہ، پھر عرض کرو سلام آپ پر اے اہل بیت رسالت! میں آپ سے شفاعت چاہتا ہوں اور آپ کو اپنی طلب و خواہش و سوال و حاجت کے آگے کرتا ہوں، خدا گواہ ہے مجھے آپ کے باطن کریم و ظاہر طاہر پر سچے دل سے اعتقاد ہے اور میں اللہ کی طرف بری ہوتا ہوں۔ ان سب جن و انس سے جو محمد اور آل محمد

کے دشمن ہوں“

اس میں جھوٹ کی کیا بات ہے؟ امام احمد رضا بریلوی، حضرت علی موسیٰ رضا کا یہ فرمان خواجہ حافظی واسطی کی تصنیف فصل الخطاب اور شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی کی تصنیف جذب القلوب سے نقل فرما رہے ہیں۔
شیخ محقق کی عظمت و ثقاہت کو نواب صدیق حسن خاں بھوپالی ان لفظوں میں خراج عقیدت پیش کر رہے ہیں:

| | |
|---------------------------------------|------------------------------------|
| اعلم ان الہند لم یکن | جب سے مسلمانوں نے ہندوستان |
| بہا علم الحدیث منذ فتحها | فتح کیا، یہاں علم حدیث کا |
| اہل الاسلام رالی ان قال | چرچا نہیں تھا، یہاں تک کہ |
| حتی من اللہ تعالیٰ علی الہند | اللہ تعالیٰ نے ہندوستان پر احسان |
| بافاضۃ هذا العلم علی | فرمایا اور یہ علم وہاں کے علماء کو |
| بعض علمائہا کالشیخ | عطا فرمایا، جیسے شیخ محقق عبدالحق |
| عبدالحق بن سیف الدین | ابن سیف الدین ترک دہلوی |
| الترك الدهلوی المتوفی | رم ۱۰۵۲ھ وغیرہ علماء اور |
| سنۃ اثنتین وخمسين | وہ اس علم کو اس خطے میں لانے |
| والف وامثالہم وهو | اور یہاں کے باشندوں |
| اقل من جاء بہ هذا | میں بہترین طریقوں پر پھیلنے والے |
| الاقليم وافاضہ علی سکانہ فی حسن تقویم | پہلے بزرگ ہیں۔ |

لے ظہیر: البریلویہ ص ۲۳ ۲۴ امام احمد رضا بریلوی، فتاویٰ ضویہ
(مطبوعہ مبارک پور انڈیا) ج ۳ ص ۲۹۹۔ (حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

رہا یہ اعتراض کہ امام علی رضا شیعہ کے آٹھویں امام ہیں، تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی تصنیف تحفہ اثناء عشرہ ص ۲۳۳ کے حوالہ سے اس سے پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت امام رضا اہل سنت کے محدثین، مفسرین، فقہاء اور صوفیاء کے مقتدا ہیں۔ علامہ ابن حجر مکی فرماتے ہیں:

”علی رضا“ ائمہ اہل بیت
 ذکر واجلہم قدرا....
 میں سے جلیل القدر عظیم المرتبہ ہیں
 ومن موالیہ معروف
 سری سقطی کے استاذ معروف
 الکرخی استاذ السری
 کرخانی ان کے موالی میں سے
 السقطی لانہ اسلم
 ہیں، کیونکہ ان کے ہاتھ پر شرف
 علی یدہ ^{۱۹۰}
 باسلام ہوئے تھے۔

اس کے بعد امام رضا کی متعدد کرامتیں بیان کی ہیں۔ اہل بیت اور ان کے ائمہ سے عداوت اہل سنت کا نہیں، خوارج کا شیوہ ہے.... اہل سنت و جماعت جس طرح صحابہ کرام کے دشمنوں سے بری ہیں، اسی طرح اہل بیت کے دشمنوں سے بھی بری ہیں۔

الزام نمبر ۹: انہوں نے اپنی ایک کتاب میں لکھا ہے کہ امام حسین کے مزار کی تصویر گھر میں بطور تبرک رکھنا جائز ہے ^{۱۹۱}۔
 بے شک بے جان چیز کی تصویر اپنے پاس رکھنا اور بنانا جائز ہے اور ایسی چیزیں مظالم دین کی طرف منسوب ہو کر تقدس حاصل کر لیتی ہیں، کعبہ شریف

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ^{۱۹۰} صدیق حسن خاں نواب: الحطۃ (اسلامی) اکادمی لاہور، ص ۱۶۰۔
 (حاشیہ صفحہ موجودہ) ^{۱۹۱} احمد بن حجر المکی البیہقی: الصواعق المحرقة (مکتبۃ القاہرہ)، ص ۲۰۳۔
^{۱۹۲} بطریقہ: البریلویہ ص ۲۳۔

اور روضہ مبارکہ کی تصویریں بہ طور تبرک اپنے پاس رکھنے کو کون سا مسلمان پسند نہیں کرے گا؟ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نعل مبارک کے نقشے صد ہا سال سے ائمہ دین بناتے رہے ہیں اور ان کے فوائد و برکات میں مستقل رسالے تحریر فرماتے رہے جسے شوق ہو علامہ تلمسانی کے رسالہ فتح المتعال اور امام احمد رضا بریلوی کا رسالہ شفاء الوالہ کا مطالعہ کرے۔ سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارکہ کا ماڈل (تعزیر) جو تیار کیا جاتا ہے اس کے بارے میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

”اول تو نفس تعزیر میں روضہ مبارک کی نقل ملحوظ نہ رہی۔ ہر جگہ نئی تراش، نئی گرٹھت جسے اس نقل سے کچھ علاقہ نہ نسبت، پھر کسی میں پریاں، کسی میں براق، کسی میں بیہودہ طمطراق، پھر کوچہ بکوچہ، دشت بدشت اشاعت غم کے لیے اُن کا گشت اور ان کے گرد سینہ زنی اور ماتم سازی کی شور افگنی، کوئی ان تصویروں کو جھک جھک کر سلام کر رہا ہے، کوئی مشغول طواف، کوئی سجدہ میں گرا ہوا ہے، کوئی ان مایہ بدعات کو معاذ اللہ معاذ اللہ! جلوہ گاہ حضرت امام، علی جدہ و علیہ الصلوٰۃ والسلام سمجھ کر اس ابرک پنی سے مرادیں مانگتا، منتیں مانتا ہے، حاجت روا جانتا ہے..... اب کہ تعزیر داری اس طریقہ نامرضیہ کا نام ہے قطعاً بدعت و ناجائز و حرام ہے..... روضہ اقدس حضور سید الشہداء کی ایسی تصویر (ماڈل) بھی نہ بنائے بلکہ صرف کاغذ کے صحیح نقشے (فوٹو) پر قناعت کرے“۔

لے امام احمد رضا بریلوی، امام: رسالہ تعزیر داری (مکتبہ حامدیہ لاہور) ص ۳۰۴

کیا ہے کوئی شیعہ جو اس قسم کا فتویٰ دے؟
ابوالحسن علی ندوی، اہل حدیث لکھتے ہیں:

و یحرم مرصع الضرائح امام حسین علیہ و علی آبائہ
منسوبة الى الحسين عليه السلام کی طرف منسوب قبروں
و علی آبائہ السلام التي کے بنانے کو حرام قرار دیتے تھے
یصنعها اهل الهند جو اہل ہند کا غذ سے بناتے ہیں
بالقرباس ویسوفها اور جسے تعزیر کہتے ہیں۔
”تعزیر“ لے

الزام نمبر ۱۰: ان کا سلسلہ بیعت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
تک ائمہ شیعہ کے ذریعے پہنچتا ہے جیسا کہ انہوں نے خود اپنی عربی عبارت
میں ذکر کیا ہے:

اللّٰهُمَّ صَلِّ وَبَارِكْ عَلٰی سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِن
الْمُصْطَفٰی رَفِيعِ الْمَكَانِ، الْمُرْتَضٰی عَلٰی الشَّانِ الَّذِي
رُجِّلَ مِنْ اَمَّتِهِ خَيْرُ مِنَ الرِّجَالِ السَّالِفِينَ وَ
حُسَيْنٍ مَنْ زَمَرْتَهُ احْسَنَ مِنْ كَذَا وَكَذَا حَسَنًا
مِنَ السَّابِقِينَ، السَّيِّدِ السَّجَادِ زَيْنِ الْعَابِدِينَ، بِاَقْر
عُلُومِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ، سَاقِي الْكُوْثَرِ وَمَالِكِ
تَسْنِيمٍ وَجَعْفَرِ الَّذِي يُطْلَبُ مُوسَى الْكَلِيمِ رِضَا رَبِّهِ
بِالصَّلَاةِ عَلَيْهِ ۝

لے ظہیر: البریلوی، ص ۲۳ لے ایضاً۔

جن ائمہ اہل بیت کے ذریعے امام احمد رضا بریلوی کا سلسلہ بیعت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے، ان ائمہ کو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی معصوم مانتے ہیں اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی انہیں اہل سنت کے پیشوا اور مقتدا قرار دیتے ہیں جیسا کہ اس سے پہلے گزر چکا ہے۔ سید احمد بریلوی پیر و مرشد شاہ اسماعیل دہلوی کا سلسلہ طریقت بھی انہی ائمہ بیت کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔

اگر اسی بنا پر کسی کو شیعہ قرار دیا جاسکتا ہے، تو ماننا پڑے گا کہ شاہ ولی اللہ شاہ عبدالعزیز اور سید صاحب بھی شیعہ تھے اور ان کے دامن سے وابستہ علماء اہل حدیث بھی لازماً شیعہ ٹھہریں گے۔

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی، پیشوائے اہل حدیث شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے بارے میں لکھتے ہیں:

مسند الوقت الشيخ الاجلؒ

نیز کہتے ہیں: ”علم حدیث، تفسیر، فقہ اور اصول اور ان سے متعلق علوم صرف اسی خانوادے میں تھے۔ اس بارے میں کوئی موافق یا مخالف اختلاف نہیں کر سکتا سوائے اس کے جسے اللہ تعالیٰ نے انصاف سے اندھا کر دیا ہو“۔

عربی شجرہ طریقت | مارہرہ شریف کے بزرگ سید شاہ اسماعیل حسن میاں کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت

۱۔ محمد علی سید: مخزن احمدی، مطبع مفید عام، آگرہ، ص ۱۱-۱۲

۲۔ صدیق حسن خاں نواب: الججد العلوم، ج ۳، ص ۲۳۱۔ ۳۔ ایضاً ص ۲۳۳۔

شاہ برکت اللہ قدس سرہ کے عرس کے موقع پر مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی تشریف فرما تھے۔ میں نے مولانا عبد المجید بدایونی کا شجرہ عزلی بصورت درود شریف دکھایا اور کہا کہ ہمارا شجرہ بھی عزلی، درود شریف کی صورت میں لکھ دیجئے، وہ فرماتے ہیں:

”اُسی وقت میاں صاحب بھائی مرحوم کے قلمدان سے قلم لے کر قلم برداشتہ بغیر کوئی مسودہ کئے ہوئے ہمارے وظیفہ کی کتاب پر نہایت خوشخط اور اعلیٰ درجہ کے مرصع و مسجع صیغہ درود شریف میں شجرہ قادریہ برکاتیہ جدیدہ تحریر فرمایا:“

امام احمد رضا کے قلم سے لکھے ہوئے اس شجرہ کا عکس انوار رضا ص ۲۸ تا ۳۱ میں دیکھا جاسکتا ہے۔ یہ شجرہ مارہرہ شریف میں ۲۱ محرم بروز جمعہ ۱۳۰۶ھ کو تحریر فرمایا۔ بلاشبہ عزلی زبان پر امام احمد رضا کی دسترس کا بہترین گواہ اور عزلی ادب کا شہ پارہ ہے۔ لسانِ عزلی کا ماہر اسے دیکھے تو پھر کُاٹھے، لیکن جسے اس کا مطلب ہی سمجھ نہ آئے، وہ اعتراض کے سوا کیا کر سکتا ہے؟ اور اعتراض بھی ایسے کمزور کہ جنہیں دیکھ کر اہل علم مسکرائے بغیر نہ رہ سکیں، لکھا ہے:

”اس عبارت سے عزلی میں ان کا نابغہ اور باہر ہونا ظاہر ہو جاتا ہے، وہ شخص جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ تین سال کی عمر میں عزلی زبان میں گفتگو کرتا تھا:“

جب کہ اُن کی اپنی حالت یہ ہے کہ عربی عبارت صحیح نقل بھی نہ کر سکے،

۱۔ ظفر الدین بہاری مولانا: حیات اعلیٰ حضرت ج ۱ ص ۱۳۱ ۲۔ شرکتِ حنفیہ، لاہور: انوار رضا ص ۳۰ ۳۔ ظہیر: البریلویہ ص ۲۳۔

اصل عبارت یہ تھی ”خَيْرُ مَنْ رَجَالَ مِنَ السَّالِفِينَ“ اسے یوں نقل کر دیا: ”خَيْرُ مَنْ الرِّجَالِ السَّالِفِينَ“ یعنی رَجَالَ پر الف لام زیادہ کر دیا اور اس کے بعد ”مَنْ“ حذف کر دیا۔ رَجَالَ پر تنوین تعظیم کے لیے تھی اس کے حذف کرنے سے اصل مفہوم برقرار نہیں رہا۔ پھر کئی جگہ قومہ (۶) بے موقع اپنے پاس سے لگا دیا، مثلاً ”كَذَّاءُ وَكَذَّاءُ حَسَنًا“ کے درمیان اسی طرح تسنیم اور جعفر کے درمیان اور يُطْلَبُ اور مُوسَى الْكَلِيمِ کے درمیان جعفر کے بعد قومہ ہونا چاہیے تھا، جو نہیں دیا گیا۔ اگر عبارت کا مطلب سمجھ میں آجاتا تو یہ تبدیلیاں رونمانہ ہوتیں۔

در اصل شجرہ طریقت میں جتنے بزرگوں کے نام تھے اُن کو امام احمد رضا بریلوی نے یا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف بتا دیا ہے یا کسی طور پر آپ کے وصف میں ذکر لے آئے ہیں اور اس درود شریف کا ترجمہ ملاحظہ ہو، ترود جاتا رہے گا۔

”اے اللہ! صلوة و سلام اور برکت نازل فرما، ہمارے آقا و مولا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، منتخب بلند مرتبے والے، پسندیدہ عالیشان والے پر، جن کی امت کا ایک چھوٹا مرد پہلے بڑے بڑے مردوں سے بہتر ہے اور جن کے گروہ کا چھوٹا سا حسین گزشتہ بڑے بڑے حسینوں سے زیادہ حسن والا ہے، سردار بہت سجدے کرنے والے عابدوں کی زینت، انبیاء و مرسلین کے علوم کے کھولنے والے، کوثر کے ساقی، تسنیم اور جعفر جنت کی نہر کے مالک، وہ کہ موسیٰ کلیم علیہ السلام ان پر درود بھیج کر ان کے رب کی رضا طلب کرتے ہیں۔“

یہ تمام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف ہیں، شجرہ میں امام حسین رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کا نام بھی تھا اور حسین تصغیر کا صیغہ ہے، جس کا استعمال حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے بے ادبی تھا اس لیے اسے انتہائی حسین اور لطیف طریقے پر لائے ہیں:

”جن کے گروہ کا چھوٹا سا حسین، گزشتہ بڑے بڑے حسینوں سے زیادہ حُسن والا ہے۔“

سبحان اللہ! کیا پاس ادب ہے اور کیا حُسن بیان! چونکہ یہ اس عبارت کا مطلب نہیں سمجھے، اس لیے بڑے بھولپن سے کہتے ہیں:

”پتا نہیں یہ کونسی ترکیب ہے اور کیسی عبارت ہے؟“

مطلب سمجھ میں آجاتا تو اس سوال کی نوبت ہی نہ آتی۔ پھر کہتے ہیں:

”باقر علوم الانبیاء کا کیا معنی ہے؟“

اتنی واضح عبارت کا معنی بھی سمجھ میں نہیں آتا، اس کے باوجود امام احمد رضا کی عزبی دانی پر نکتہ چینی (گذشتہ سطور پر ترجمہ دیا جا چکا ہے) اسے دیکھنے سے معنی سمجھ میں آجائے گا۔

امام نووی فرماتے ہیں کہ امام محمد باقر کو باقر اس لیے کہتے ہیں:

لَا فَنَّهُ لِقَرِّ الْعِلْمِ اِیْ
شَقُّهُ وَفَتْحُهُ فَعَرَفَ
اَصْلُهُ وَتَمَكَّنَ فِیْهِ اِیْ
کہ انہوں نے علم کو کھول دیا
اس کی اصل کو پہچانا اور اس
میں ماہر ہوئے۔

”باقر علوم الانبیاء“ کا معنی ہوگا، انبیاء کے علم کو کھولنے والے اور بیان فرمانے والے یہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصف ہے۔ پھر کہتے ہیں:

۱۔ ابو زکریا یحییٰ بن شرف النوادی: شرح مسلم (نور محمد کراچی) ج ۱، ص ۱۵

وما معنی ”بالصلوة علیہ“؟

”بالصلوة علیہ“ کا معنی کیا ہے؟

پورے جملہ کا ترجمہ دیکھئے معنی سمجھ میں آجائے گا۔

”وہ کہ موسیٰ کلیم علیہ السلام ان پر درود بھیج کر ان کے رب کی رضا طلب کرتے ہیں۔“

الزام نمبر ۱۱: انہوں نے پاک و ہند اور بیرونی ممالک کے اہل سنت کی تکفیر کی اور تصریح کی کہ ان کی مسجدیں، مسجدیں نہیں، ان کی ہم نشینی اور ان سے نکاح جائز نہیں، لیکن شیعہ کو اپنے فتوؤں کا ہدف نہیں بنایا، ان کے مراکز اور امام باڑوں کے بارے میں گفتگو نہیں کی۔ اس کے برعکس کہتے ہیں کہ شیعہ نے ایک امام باڑہ بنایا، پھر بریلوی کے پاس گئے تو انہوں نے اس کا تاریخی نام تجویز کر دیا۔^۱

یہ بالکل خلاف حقیقت ہے کہ امام احمد رضا بریلوی نے دنیا بھر کے اہل سنت کی تکفیر کی۔ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ ابواب میں بیان کیا جائے گا کہ انہوں نے خدا اور رسول کی بارگاہ میں گستاخی کرنے اور ضروریات دین کا انکار کرنے والوں کے بارے میں حکم شریعت بیان کیا ہے۔

دہا امام باڑہ کا تاریخی نام تجویز کرنا تو وہ بھی ایک خاص لطیفہ ہے جس سے قارئین کرام لطف اندوز ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ ۱۲۸۶ھ میں جبکہ امام احمد رضا بریلوی کی عمر چودہ سال تھی، ایک صاحب نے درخواست کی کہ امام

^۱ ظہیر: البریلویہ، ص ۲۳۔

باڑہ تعمیر کیا گیا ہے، اس کا تاریخی نام تجوینہ کر دیجئے۔ آپ نے برجستہ فرمایا:
 ”بدرِ رض“ (۱۲۸۶ھ) نام رکھ لیں، اُس نے کہا امام باڑہ گزشتہ
 سال تیار ہو چکا ہے۔ مقصد یہ تھا کہ نام میں رض نہ آئے۔ آپ
 نے فرمایا: ”دارِ رض“ (۱۲۸۵ھ) رکھ لیں۔ اس نے پھر کہا اس
 کی ابتداء ۱۲۸۴ھ میں ہوئی تھی۔ فرمایا: ”درِ رض“ مناسب
 رہے گا۔“

یہ واقعہ اس امر کی دلیل ہے کہ امام احمد رضا بریلوی نے انکی خواہش
 کے مطابق فرمائش پوری نہیں کی اور ایسا نام تجوینہ کیا جو شیعہ کے لیے
 قابل قبول نہ تھا۔ حیرت ہے کہ اسی واقعہ کو ان کے شیعہ ہونے کی دلیل
 کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔

گزشتہ صفحات میں اختصار کے پیش نظر امام احمد رضا بریلوی کے چند
 رسائل کے نام پیش کیے گئے ہیں جو ردِ شیعہ میں ہیں۔ احکام شریعت اور
 فتاویٰ رضویہ جلد ششم کے چند صفحات کی نشاندہی کی گئی ہے، جن کے
 دیکھنے سے معلوم ہو جائیگا کہ امام احمد رضا نے شیعہ کے رد میں کیسے کیسے
 فتوے صادر فرمائے ہیں۔

۲۱ صفر ۱۳۳۹ھ کو قاضی فضل احمد لدھیانوی مصنف انوارِ افتاء
 صداقت نے ایک استفتاء بھیجا کہ ایک رافضی نے کہا ہے کہ آیہ کریمہ
 ”إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ مُنتَقُونَ“ کے اعداد (۱۲۰۲) ہیں اور یہی عدد
 ابوبکر، عمر، عثمان کے ہیں، یہ کیا بات ہے؟

اے ظفر الدین بہاری، مولانا: حیاتِ اعلیٰ حضرت ص ۱۳۱۔

اس کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :
 ”روافض لعنہم اللہ تعالیٰ کی بتائے مذہب ایسے ہی اوہام
 بے سرو پا و پاؤں پر ہے۔“

اولاً : ہر آیت عذاب کے عدد اسماء اختیار سے مطابقت
 کر سکتے ہیں اور ہر آیت ثواب کے عدد، اسماء کفار سے کہ
 اسماء میں وسعت وسیعہ ہے۔

ثانیاً : امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے تین صاحبزادوں
 کے نام ابو بکر، عمر، عثمان ہیں، رافضی نے آیت کو ادھر پھیرا
 ناصبی ادھر پھیر دے گا اور دونوں ملعون ہیں۔

ثالثاً : رافضی نے اعداد غلط بتائے۔ عثمان غنی رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کے نام پاک میں الف نہیں لکھا جاتا، تو عدد بارہ سو
 ایک ہیں نہ کہ دو۔

ہاں اور رافضی بارہ سو دو عدد ہیں کا ہے کہ؟ ابن سبار افضہ
 (۱۲۰۲) کے۔

ہاں اور رافضی بارہ سو دو عدد ہیں اُن کے۔

ابلیس یزید ابن زیاد شیطان الطاق کلینی ابن
 بابویہ قمی طوسی حلی (۱۲۰۲)

ہاں اور رافضی اللہ عزوجل فرماتا ہے :

ان الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعا لست منہم

فی شیعہ ”بیشک جنہوں نے اپنا دین ٹکڑے ٹکڑے کر دیا

اور شیعہ ہو گئے، اے نبی! تمہیں ان سے کچھ علاقہ نہیں۔“
 لے بے بنیاد اور فضول۔

اس آیت کریمہ کے عدد ۲۸ ۲۸ ہیں اور یہی عدد ہیں۔
روافض اثنا عشریہ شیطنیہ اسمعیلیہ کے (۲۸ ۲۸)
ہاں اور افضی! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ
اُن کے لیے لعنت ہے اور اُن کے لیے ہے بُرا گھر
اس کے عدد ہیں ۶۴۴ اور یہی عدد ہیں:

”شیطان الطاق طوسی حلی“ کے (۶۴۴)۔

اس کے بعد متعدد آیات بیان فرمائیں جن میں اجر و ثواب کا ذکر ہے
اور ان کے اعداد صحابہ کرام کے اسماء مبارکہ کے اعداد کے برابر ہیں کیا کوئی
شیعہ ایسا جواب دے سکتا ہے؟ یقیناً نہیں، تو پھر یہ کہنے دیجئے کہ اہل سنت
کے ایسے امام کو کوئی خارجی ہی الزام دے سکتا ہے۔

الزام نمبر ۱۲: ”انہوں نے بعض قصائد میں ائمہ شیعہ کی مدح و
منقبت میں مبالغہ کیا ہے“۔

اس کے لیے کسی صفحہ نمبر کا حوالہ نہیں دیا، صرف حقائق بخشش کا نام لکھ
دیا ہے، کیونکہ اگر صفحہ نمبر لکھ دیا جاتا تو معلوم ہو جاتا کہ جن افراد کی منقبت ہے
وہ اہل سنت ہی کے مسلم پیشوا و مقتدا ہیں، جیسا کہ اس سے پہلے شاہ ولی اللہ
اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے حوالہ سے بیان کیا جا چکا ہے۔

اہل حدیث کا خود شیعہ ہونے کا اقرار | امام احمد رضا بریلوی پر شیعہ
ہونے کے الزامات بلکہ

۱۔ نضر الدین بہاری، مولانا جیاست۔ اعلیٰ حضرت ج ۱، ص ۹-۱۳۸

۲۔ ظہیر: البریلویہ ص ۲۳۔

اتہامات کا تجزیہ گزشتہ صفحات میں پیش کیا جا چکا ہے۔ الزام دیتے ہوئے کہا گیا ہے کہ ان کا سلسلہ بیعت ائمہ شیعہ کے ذریعے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ انہوں نے ائمہ شیعہ کی تعریف کی ہے۔ ان الزامات کی حقیقت اس سے پہلے منکشف ہو چکی ہے۔ اس طرز استدلال کے مطابق اہل حدیث کے مشہور پیشوا نواب صدیق حسن خاں بھوپالی کو بھی شیعہ قرار دینا چاہیے کہ ان کا سلسلہ نسب ہی اُن ائمہ سے وابستہ ہے جنہیں ائمہ شیعہ کہا گیا ہے۔
نواب صاحب اپنے والد کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ونسبہ الاقصیٰ ینتہی ان کا بالائی سلسلہ نسب سیدنا
الی سیدنا زین العابدین زین العابدین علی اصغر ابن حسین
علی اصغر ابن حسین الشہید شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک
بکربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ پہنچتا ہے۔

میاں نذیر حسین دہلوی جو غیر مقلدین کے شیخ الکمل ہیں اور جن کے بارے میں کہا جاتا ہے:

من سلالة الرسول الشریف خاندان رسول میں سے سید
نذیر حسین الدہلویؒ نذیر حسین دہلوی۔

ان کا شجرہ نسب حضرت حسن عسکری سے ملتا ہے اور ان کے سلسلہ نسب میں وہ تمام حضرات موجود ہیں جنہیں شیعہ کے بارہ امام کہا گیا ہے۔

۱۔ صدیق حسن خاں نواب: اجد العلوم ج ۳، ص ۲۶۷

۲۔ ظہیر: البریلویہ ص ۱۶۳

۳۔ فضل حسین بہاری الحیاة بعد الممات (مکتبہ شعیب کراچی) ص ۱۱-۱۰۔

اس سے بھی بڑھ کر نواب وحید الزماں کا اعتراف سنیہ، جو کتب حدیث کے مترجم اور اہل حدیث ہیں، لکھتے ہیں:

اهل الحديث هم شيعة
 علی محبتوں اہل بیت رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ویتولونہم ویحفظون فیہم
 وصیۃ رسول اللہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم اذ کریم اللہ
 فی اہل بیتی وانی تارک
 فیکم الثقلین کتاب اللہ
 وعترتی اہل بیتی ویقدمون
 قول اہل البیت فی المسائل
 القاسیۃ علی اقوال الاخرین
 واهل البیت علی والحسن
 والحسین وفاطمۃ واولاد
 فاطمۃ واولاد اولادہم
 الی یوم القیامۃ

اہل حدیث، شیعوہ علی ہیں، رسول اللہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل بیت
 سے محبت و موالات رکھتے ہیں
 اور ان کے بارے میں رسول اللہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس وصیت
 کا پاس رکھتے ہیں کہ میں تمہیں اپنے
 اہل بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ
 کی یاد دلاتا ہوں اور میں تم میں
 دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا
 رہا ہوں:

(۱) کتاب اللہ (۲) میری عترت اور
 اہل بیت۔ اور اہل حدیث قیاسی
 مسائل میں اہل بیت کے اقوال
 کو دوسروں کے اقوال پر مقدم رکھتے
 ہیں۔ اہل بیت یہ ہیں: حضرت علی،
 حسن و حسین، فاطمہ، اولاد فاطمہ اور قیامت تک ہونے والی ان کی اولاد۔
 ان میں وہ تمام حضرات بھی شامل ہیں جنہیں شیعہ کے بارہ امام کہا گیا ہے اب

لے وحید الزماں، نواب: ہدیۃ الہمدی (مطبوعہ سیالکوٹ) ص ۱۰۰

بتایا جائے کہ اقرارِ شیعہ کون ہے؟ امام احمد رضا بریلوی اور ان کے ہم مسلک یا
نواب وحید الزمان اور ان کے ہم خیال غیر مقلدین؟

ع۔ ”مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری
خود ظہیر صاحب کو ان کے ایک غیر مقلد بھائی مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:
”اسی طرح الشیعہ والسنتہ لکھنے کے باوجود، شیعہ علماء کے لیے عرب ممالک کے یزے
کے لیے کوششیں کرنے کو بھی موضوعِ مباہلہ بنالینے چاہئے۔
شیعہ علماء کو یزے دلانے کی کوشش ربطِ معنوی کے بغیر تو نہیں ہو سکتی۔“

۱۔ حافظ عبد الرحمن مدنی: ہفت روزہ اہل حدیث لاہور (شمارہ ۳ اگست ۱۹۸۲ء) ص ۷

ردّ الفرضہ

اس رسالہ میں امام اہل سنت نے اجماع امت کے فیصلوں
کی روشنی میں شیعوں کے عقائد و نظریات کا علمی و تحقیقی
محاسبہ فرمایا ہے۔

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا قادری

(۱۳۳۰ھ / ۱۹۲۱ء)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مسئلہ

از سیتاپور مرسلہ جناب حکیم سید محمد مہدی صاحب ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۱۹ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک بی بی سیدہ سنی المذہب نے انتقال کیا ان کے بعض بنی عم رافضی تبرائی ہیں وہ عصیہ بن کر ورثہ سے ترکہ لینا چاہتے ہیں حالانکہ روافض کے یہاں سے عصوبت اصلاً نہیں۔ اس صورت میں وہ مستحق ارث ہو سکتے ہیں یا نہیں۔ بینوا و توحسروا۔

الجواب: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا وَكَفَانَا وَأَوَّانَا عَنِ الرِّفْضِ وَالْخُرُوجِ وَكُلِّ بَلَاءٍ نَجَّانَا وَالصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَمَلِجَانَا وَمَا وَاوَانَا مُحَمَّدًا وَآلَهُ وَصَحْبَهُ الْأَوَّلِينَ أَجَانَا وَلَا حَسِينَ أَحْسَانًا وَالْآمِينَ يَقَانَا آمِينَ۔ صورتِ مُسْتَفْصِرہ میں یہ رافضی ان مرحومہ سیدہ سنیہ کے ترکہ سے کچھ نہیں پاسکتے اصلاً کسی قسم کا استحقاق نہیں رکھتے اگرچہ بنی عم نہیں خاص حقیقی بھائی بلکہ اس سے بھی قریب رشتے کے کہلاتے اگرچہ وہ عصوبت کے منکر نہ بھی ہوتے کہ ان کی محرومی دینی اختلاف کے باعث ہے۔ سراجیہ میں ہے عوانع الارث اربعۃ (الی قولہ) واختلاف الدینین بتحقیق مقام و تفصیل مرام یہ ہے کہ رافضی تبرائی جو حضرات شیخین صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما خواہ انیس سے ایک کی شان پاک میں گستاخی کرے اگرچہ صرف اسی قدر کہ انہیں امام و خلیفہ و برحق نہ ماننے کتبِ معتدہ فقہ حنفی کی تصریحات اور عامۃ ائمہ تریج و فتویٰ کی تصحیح پر مطلقاً کافر ہے۔ نور مختار مطبوعہ مطبع ہاسٹنہ صفحہ ۶۴ میں ہے: ان انکر بعض ما علم من الدین ضرورۃ کفر بہا کہ قولہ ان اللہ تعالیٰ جسمہ کالاجسام وانکارہ صجۃ الصدیق اگر ضروریات دین سے کسی چیز کا منکر ہو تو کافر ہے مثلاً یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ جسم کے مانند جسم ہے یا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت کا منکر ہونا۔ طحاوی حاشیہ و مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۲۴۴ میں ہے وکذا خلافہ اور ایسی ہی آپ کی خلافت کا انکار کرنا بھی کفر ہے۔ فتاویٰ خلاصہ قلمی کتاب الصلوٰۃ فضل ۱۵

اور خزائن المفتین قلمی کتاب الصلوٰۃ فصل فی من یصح الاقتداء به و
من لا یصح میں ہے :

الرافضی ان فضل علیا علی غیرہ فهو مبتدع ولو انکر
خلافتہ الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فهو کافر۔
رافضی اگر مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
سے افضل جانے تو بعثتی گمراہ ہے اور اگر خلافتِ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کا منکر ہو تو کافر ہے۔

فتح القدیر شرح ہدایہ مطبع مصر جلد اول صفحہ ۲۴۸ اور حاشیہ قبیین
العلامة احمد الشلبی مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۱۳۵ میں ہے :

فی الروافض من فضل علیا رافضیوں میں جو شخص مولیٰ علی
علی الثلاثة فمبتدع کو خلفاء ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم
وان انکر خلافتہ الصدیق سے افضل کہے گمراہ ہے اور اگر
او عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدیق یا فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما
عنہما فهو کافر۔ کی خلافت کا انکار کرے تو کافر ہے۔

وجیز امام کروری مطبوعہ مصر جلد ۳ صفحہ ۳۱۸ میں ہے :

من انکر خلافتہ ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ فهو کافر فی الصحیح ومن انکر کا منکر کافر ہے یہی صحیح تر ہے اور
خلافت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
عنہ کا منکر بھی کافر ہے
تعالیٰ عنہ فهو کافر فی الاصح یہی صحیح تر ہے۔

قبیین الحقائق شرح کنز الدقائق مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۱۳۴ میں ہے :

قال المرغینانی بجوز الصلاة
خلف صاحب هوی و بدعة
ولا تجوز خلف الرافضی
والجهمی والفدری والمثبهة
ومن يقول بخلق القرآن
حاصله ان كان هوی لا
یکفر به صاحبه تجوز مع
الکراهة والا فلا۔

امام مرغینانی نے فرمایا بد مذہب
بدعتی کے پیچھے نماز ادا ہو جائے
گی اور رافضی وغیرہ کے پیچھے ہو
گی ہی نہیں اور اس کا حاصل یہ
ہے کہ اگر اُس بد مذہبی کے باعث
وہ کافر نہ ہو تو نماز اس کے پیچھے
کراہت کے ساتھ ہو جائے گی،
ورنہ نہیں۔

فتاویٰ عالمگیریہ مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۸۴ میں اس عبارت کے
بعد ہے: هکذا فی التبین والخلصة وهو الصحيح هکذا فی
البدائع، ایسا ہی تبیین الحقائق و خلاصہ میں ہے اور یہی صحیح ہے بدائع میں ہے
اُسی کی جلد ۳ صفحہ ۲۶۱ اور نیز از یہ جلد ۳ صفحہ ۳۱۹۔

خلافت صدیق اکبر اور اجماع امت

اور شبانہ قلمی فن ثانی کتاب السیر اور التحاف الابصار والبصار مطبع
مصر صفحہ ۱۸۷ اور فتاویٰ لقرویہ مطبع مصر جلد اول صفحہ ۲۵ اور واقعات
المفتین مطبع مصر صفحہ ۱۳ سب میں فتاویٰ خلاصہ سے ہے:

الرافضی اذا کان یسب الشیخین ویلعنهما والعیاذ باللہ
تعالیٰ فهو کافر وان کان یفضل علیا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ
علی ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لا یکون کافراً الا انہ
مُبْتَدِع، رافضی تبرائی جو حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو

معاذ اللہ بڑا کہے کافر ہے۔ اور اگر مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل بتائے تو کافر نہ ہوگا۔ مگر گمراہ ہے۔ اسی کے صفحہ مذکورہ اور برجنزی شرح نقایہ مطبوعہ لکھنؤ جلد ۴ ص ۲۱ میں فتاویٰ ظہیریہ سے ہے:

من انکر امامۃ ابی بکر الصدیق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ فهو
کافر و علی قول بعضهم
هو مبتدع و لیس بکافر
والصحیح انه کافر و
کذا لک من انکر خلافتہ
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
فی اصح الاقوال۔

امامت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کا منکر کافر ہے اور بعض نے
کہا بد مذہب ہے کافر نہیں اور
صحیح یہ ہے کہ وہ کافر ہے اسی طرح
خلافت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کا منکر بھی صحیح قول میں کافر
ہے۔

وہیں فتاویٰ بزازیہ سے ہے: و يجب اکفارهم و کفار عثمان
و علی و طلحہ و زبیر و عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ رافضیوں اور
ناصریوں اور خارجیوں کو کافر کہنا واجب ہے اس سبب سے کہ وہ امیر المومنین عثمان
و مولیٰ علی و حضرت طلحہ و حضرت زبیر و حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کافر
کہتے ہیں۔

بحر الرائق مطبوعہ مصر جلد ۵ صفحہ ۱۳۱ میں ہے: یکفر بانکارہ امامۃ
ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی الاصح، اصح یہ ہے کہ ابو بکر یا عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہما کی امامت و خلافت کا منکر کافر ہے۔

مجمع الانہر شرح ملتی الا بحر مطبوعہ قسطنطنیہ جلد اول ص ۵۰ میں ہے:

الرافضی ان فضل علیا فهو مبتدع وان انکر خلافة الصدیق
فهو کافر۔ رافضی اگر صرف تفضیلیہ ہو تو بد مذہب ہے اور اگر خلافتِ صدیق کا منکر
ہو تو کافر ہے۔

اسی کے صفحہ ۶۳۱ میں ہے: یکفر بانکارہ صحبة ابی بکر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ و بانکارہ امامة علی الاصح و بانکارہ صحبة عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی الاصح جو شخص ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کی صحابیت کا منکر ہو کافر ہے۔ یوہیں جو ان کے امام برحق ہونے کا انکار
کرے مذہبِ اصح میں کافر ہے یوہیں عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت
کا انکار قول اصح پر کفر ہے۔

غنیہ شرح منیہ مطبوعہ قسطنطنیہ ۱۲۵۱ میں ہے:

| | |
|-------------------------|----------------------------------|
| المراد بالبتدع من | بد مذہب سے وہ مراد ہے جو |
| يعتقد شيئاً على خلاف | کسی بات میں اہل سنت و جماعت |
| ما يعتقده اهل السنة | کے خلاف عقیدہ رکھتا ہو اور |
| والجماعة وانما يجوز | اس کی اقتداء کرنا بہت کیساتھ |
| الاقتداء به مع الكراهة | اُس حال میں جائز ہے جب اُس |
| اذا لم يكن ما يعتقده | کا عقیدہ اہل سنت کے نزدیک |
| يؤدى الى الكفر عنه اهل | کفر تک نہ پہنچاتا ہو اگر کفر تک |
| السنة اما لو كان موديا | پہنچائے تو اصلاً جائز نہیں |
| الى الكفر فلا يجوز اصلا | جیسے غالی رافضی کہ مولیٰ علی |
| كالغلاة من روافض | کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو خدا کہتے |
| الذين يدعون الألوهية | ہیں یا یہ کہ نبوت ان کے لیے تھی |

لعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جبریل نے غلطی کی اور اسی قسم
 اوان النبوة كانت له فغلط کی اور باتیں کہ کفر ہیں اور یوں
 جبریل ونحو ذلك مما ہی جو حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ
 ہو کفر و کذا من عنہا کو معاذ اللہ اس تہمت
 یقذف الصدیقة اوینکر ملعونہ کی طرف نسبت کرے
 صحبة الصدیق ادخلوفہ یا صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت
 اولیب الشیخین۔ یا خلافت کا انکار کرے یا شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو برا کہے۔
 کفایہ شرح ہدایہ مطبع بمبئی جلد اول اور مستخلص الحقائق شرح کنز الدقائق
 مطبع احمدی ص ۳۲ میں ہے :

ان کان هواہ یکفر اہلہ بد مذہبی اگر کافر کر دے جیسے جہمی
 کالجہمی والقدری الذی اور قدری کہ قرآن کو مخلوق کہے
 قال بخلق القرآن فالرفضی اور رافضی غالی کہ خلافت
 الغالی الذی ینکر خلافتہ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ کا انکار کرے اُس کے پیچھے
 عنہ لا تجوز الصلاة خلفہ نماز جائز نہیں۔

شرح کنز للملا مسکین مطبع مصر جلد اول ص ۲۰۸ ہا مش فتح المعین میں ہے :
 فی الخلاصة یصح الاقتداء خلاصہ میں ہے بد مذہبوں کے
 باہل الاہواء الا الجہمیۃ پیچھے نماز ہو جاتی ہے مگر جہمیہ
 والجبریۃ والمقداریۃ وجبریہ و تقدیریہ و رافضی
 والرافضی الغالی ومن غالی وقائل خلق قرآن ومشبہہ
 یقول بخلق القرآن والمشبہہ اور حاصل یہ کہ اہل قبلہ سے

وجملته ان کان من
 اهل قبلتنا ولم یفل فی
 هواه حتی لم یحکم بکونه
 کافراً تجوز الصلاة خلفه
 وتکره واراد بالرافضی
 الغالی الذی ینکر خلافة
 ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 جو اپنی بد مذہبی میں غالی نہ ہو
 یہاں تک کہ اسے کافر کہانہ جائے
 اُس کے پیچھے نماز بکر بہت جائز
 ہے اور رافضی غالی سے وہ مراد
 ہے جو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ کی خلافت کا منکر ہو۔

خلافت حضرت عمر و عثمان رضی اللہ عنہما اور اجماع امت

طحاوی علی مرقی الفلاح مطبع مصر ۱۹۸۱ء میں ہے ان انکر
 خلافة الصديق كفو والحق في الفتح عمر بالصديق في
 هذا الحكم والحق في البرهان عثمان بهما ايضا ولا تجوز
 الصلاة خلف منكر المسح على الخنثين او صحبة الصديق
 ومن يسب الشيخين او يذف الصديقة ولا خلف من
 انكر بعض ما علم من الدين ضرورة فكفرة ولا
 تلتف الى قاييله او جهاده . یعنی خلافت صدیق رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کا منکر کافر ہے اور فتح القدر میں فرمایا کہ خلافت فاروق
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر بھی کافر ہے۔

اور بُرہان شرح مواہب الرحمن میں فرمایا خلافت عثمان غنی رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کا منکر بھی کافر ہے اور نماز اس کے پیچھے جائز نہیں جو مسح موزہ
 یا صحابیت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر ہو یا شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما

کو بُرا کہے یا صدیقہ رضی اللہ عنہما پر تہمت رکھے اور نہ اس کے پیچھے جو ضروریات دین سے کسی شے کا منکر ہو کہ وہ کافر ہے اور اس کی تاویل کی طرف التفات نہ ہو گا۔ نہ اس جانب کہ اس نے رائے کی غلطی سے ایسا کہا۔

نظم الفرائد منظومہ علامہ ابن وہبان مطبوعہ مصر بالمشرق مجلیہ ص ۱۴ اور نسخہ قدیمہ قلمیہ مع الشرح فصل من کتاب الیسریں ہے۔

ومن لعن الشيخين او سب كافر

ومن قال في الايدي الجوارح الكفر

وصححه تكفير منكر خلافة ال

عتيق وفي الفاروق ذلك الاظهر

جو شخص حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر تبرائے یا بُرا کہے کافر ہے اور جو کہے ید اللہ سے ہاتھ مراد ہے وہ اس سے بڑھ کر کافر ہے اور خلافت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انکار میں قول مُصَحَّح تکفیر ہے اور یہی دربارہ انکار خلافت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اظہر ہے۔

تیسیر المقاصد شرح وہبانیہ للعلامہ الشرنبلالی قلمی کتاب الیسریں ہے؛ الرافضی اذا سب ابا بکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما یکون کافرا وان فضل علیہما علیا لا یکفر وهو متباعد رافضی اگر شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بُرا کہے یا اُن پر تبرائے کافر ہو جائے اور اگر مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کو اُن سے افضل کہے کافر نہیں گمراہ بد مذہب ہے اسی میں وہیں ہے۔ من انکر خلافة ابي بکر الصديق فهو كافر في الصحيح وكذا منكر خلافة ابي حفص عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی الاظهر خلافت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر مذہب صحیح پر کافر ہے اور ایسا ہی قول

اُنہیں خلافت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر بھی۔

فتویٰ علامہ نوح آفندی پھر مجموعہ شیخ الاسلام عبید اللہ آفندی پھر
معنی المستفتی عن سوال المفتی پھر عقود الدریہ مطبع مصر جلد اول ص ۹۲-۹۳ میں
ہے: الروافض کفرۃ جمہو ابین اصناف الکفر منها انہم
ینکرون خلافتہ الشیخین ومنہا انہم یسبون الشیخین سود اللہ
وجوہہم فی الدارین فمن اتصف بواحد من هذه الاوصاف فهو
کافر ملتقاً۔ رافضی کافر ہیں طرح طرح کے کفروں کے مجمع میں از انجملہ
خلافت شیخین کا انکار کرتے ہیں از انجملہ شیخین کو بُرا کہتے ہیں اللہ تعالیٰ دونوں
جہان میں رافضیوں کا مُنہ کالا کرے۔ جو ان میں کسی بات سے متصف ہو کافر ہے۔
اُنہیں میں ہے: اما سب الشیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما فانه
کسب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقال الصدر الشہید من
سب الشیخین اولعنہما یکفر شیخین رضی اللہ عنہما کو بُرا کہنا ایسا ہے
جیسا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنا اور امام صدر
شہید نے فرمایا جو شیخین کو بُرا کہے یا تبرائجے کافر ہے۔
عقود الدریہ میں بعد نقل فتویٰ مذکور ہے:

وقد اکثر مشائخ الاسلام من علماء الدولة العثمانیہ
لا زالت مؤیدۃ بالنصرة العلیۃ فی الافتاء فی شان الشیعۃ
المذکورین وقد اشبع الکلام فی ذلك کثیر منهم والقوافیہ
الرسائل وممن افتری بنحو ذلك فیہم المحقق المفسر ابو مسعود
افندی لعمادی ونقن عبارتہ العلامة الکواکبی الحلبي فی
شراحہ علی المنظومۃ الفقہیۃ المسماة بالفوائد السنیۃ۔

علماء دولت عثمانیہ اور رد و افض

علمائے دولت عثمانیہ کہ ہمیشہ نصرت الہی سے مؤثر رہے اُن سے جو اکابر شیخ الاسلام ہوئے انہوں نے شیعہ کے باب میں کثرت سے فتوے دیئے۔ بہت نے طویل بیان لکھے اور اس بارے میں رسالے تصنیف کیے۔ اور انہیں میں سے جنہوں نے روافض کے کفر و ارتداد کا فتویٰ دیا۔ محقق مفسر ابوالسعود آفندی عمادی (سردار مفتیان دولت علیہ عثمانیہ) ہیں اور اُن کی عبارت علامہ کوکبی حلبی نے اپنے منظومہ فقہیہ مسمی بہ فرائد سینہ کی شرح میں نقل کی۔ الشبہ القلمی فن ثانی باب الرواة اور اتحاف ص ۱۸ اور انقروی جلد اول ص ۲۵ اور واقعات المفتین ص ۱۳ سب میں مناقب کثری سے ہے:

یکفر اذا انکر خلافتہما او یفرضہما لمحبة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لہما، جو خلافت شیخین کا انکار کرے یا اُن سے بغض رکھے کافر ہے کہ وہ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محبوب ہیں بلکہ بہت اکابر نے تصریح فرمائی کہ رافضی تبرائی ایسے کافر ہیں جن کی توبہ بھی قبول نہیں۔

تنویر الابصار متن در مختار مطبع ہاشمی ص ۳۱۹ میں ہے: کل مسلم ارتد فتوبتہ مقبولة الا الکافر لسب النبی والشیخین او احدہما ہر مرتد کی توبہ قبول ہے مگر وہ جو کسی نبی یا حضرات شیخین یا اُن میں ایک کی شان میں گستاخی سے کافر ہوا۔

الشبہ والنظار قلمی فن ثانی کتاب السیر اور فتاویٰ خیر یہ مطبوعہ مصر جلد اول ص ۹۴، ۹۵ اور اتحاف الابصار والبصائر مطبوعہ ص ۱۸۹ میں ہے:

کافرتاب فتوبته مقبولة فی الدنیا والاخرة الاجماعۃ
 الکافر بسب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وسائر الانبیاء
 ولسب الشیخین اواحدہما جو کافر توبہ کرے اس کی توبہ دنیا و آخرت
 میں قبول ہے مگر کچھ کافر ایسے ہیں جن کی توبہ مقبول نہیں ایک وہ جو ہمارے
 نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواہ کسی نبی کی شانیں گستاخی کے سبب کافر ہوا
 دوسرا وہ کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں یا ایک کو برا کہنے کے بشمول کافر ہوا۔
 درمختار میں ہے:

فی البحر عن الجوهرة معزیا للشہید من سب الشیخین او
 طعن فیہما کفر ولا تقبل توبته وبہ اخذ الدبوسی وابواللیث
 وهو المختار للفتویٰ انتھی وجزم بہ الاشیاء واقرة المصنف یعنی
 بحر الرائق میں بحوالہ جوہرہ یزہ مختصر قدوری امام صدر شہید سے منقول ہے
 جو شخص حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو برا کہے یا ان پر طعن کرے
 وہ کافر ہے اس کی توبہ قبول نہیں اور اسی پر امام و دبوسی و امام فقیہ ابو اللیث
 سمرقندی نے فتویٰ دیا۔ اور یہی قول فتویٰ کے لیے مختار ہے۔ اسی پر شاہیں
 جزم کیا۔ اور علامہ شیخ الاسلام محمد بن عبد اللہ ابو عبد اللہ غزالی ترمذی نے
 اُسے برقرار رکھا۔ اور پڑھا ہر کہ کوئی کافر کسی مسلمان کا ترکہ نہیں پاسکتا۔

درمختار ص ۲۸۳ میں۔ موانعہ الرق والقتل واختلاف الملتین
 اسلام و کفو الہ ملتقطا یعنی میراث کے مانع ہیں غلام ہونا اور مورث کو
 قتل کرنا۔ اور مورث و وارث میں اسلام و کفر کا اختلاف۔

تبیین الحقائق جلد ۶ ض ۲۲ اور عالمگیری جلد ۶ ص ۳۵۴ میں ہے:۔
 اختلاف الدین ایضا یمنع الارث والمراد بہ الاختلاف بدين الاسلام

والکفر مورث و وارث میں دینی اختلاف بھی مانع میراث ہے اور اس سے مراد اسلام و کفر کا اختلاف ہے، بلکہ رافضی خواہ وہابی خواہ کوئی کلمہ گو جو باوصف ادعائے اسلام عقیدہ کفر رکھے وہ تو بقریحہ ائمہ دین سب کافروں سے بدتر کافر یعنی مرتد کے حکم میں ہے

ہدایہ مطبع مصطفائی جلد اخیر ص ۵۶۳ اور درمختار ص ۶۶۸ اور عالمگیری جلد ۶ ص ۱۳۲ میں ہے صاحب الہوی ان کان یکفر فهو بمنزلة المرتد بد مذہب اگر عقیدہ کفر یہ رکھتا ہو تو مرتد کی جگہ ہے۔

غرض ثن در مطبع مصر جلد ۲ ص ۳۳۶ میں ہے۔ ذوہوی ان اکفر کا المرتد بد مذہب اگر تکفیر کیا جائے تو مثل مرتد کے ہے۔

ملتقى الابحر اور اس کی شرح مجمع الانہر جلد ۲ ص ۶۸۹ میں ہے ان حکم بکفر بما اتکبه من الہوی فکا المرتد اگر اسی بد مذہبی کے سبب اس کے کفر کا حکم دیا جائے تو وہ مرتد کی مثل ہے۔

نیز فتاویٰ ہندیہ جلد ۲ ص ۱۲۶۴ اور طریقہ محمدیہ اور اس کی شرح حدیقہ مذیہ مطبع مصر جلد اول ص ۲۰۸، ۲۰۹ اور برجندی شرح نقایہ جلد ۲ ص ۲ میں ہے۔
يجب اقرار الروافض في قولهم يرجع الاموات الى الدنيا الى قوله) وهو لا والقوم خارجون عن ملة الاسلام واحكامهم احكام المرتدين كذا في الظهير يعني رافضیوں کو ان کے عقائد کفریہ کے باعث کافر کہنا واجب ہے یہ لوگ دین اسلام سے خارج ہیں ان کے احکام بعینہ مرتدین کے احکام ہیں ایسا ہی فتاویٰ ظہیریہ میں ہے۔ اور مرتد اصلاً صالح وراثت نہیں مسلمان تو مسلمان کسی کافر حتیٰ کہ خود اپنے ہم مذہب مرتد کا ترکہ بھی ہرگز اسے نہیں پہنچ سکتا۔ عالمگیری جلد ۶ ص ۴۵۵ میں ہے المرتد

لا یرث من مسلم ولا من مرقد مثله کذا فی المحيط۔

جور و افضل زمانہ کو کافر جانے خود کافر ہے

خزانۃ المفتین میں ہے المرقد لا یرث من احد لا من المسلم ولا من الذمی ولا من مرقد مثله یہ حکم فقہی مطلق تبرائی رافضیوں کا ہے اگرچہ تبراؤ انکار خلافت شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سوا ضروریات دین کا انکار نہ کرتے ہوں۔ والا حوط فیہ قول المتکلمین انہم ضلال من کلاب النار لا کفار وہ قاخذ اور روافض زمانہ تو ہرگز صرف تبرائی نہیں بلکہ یہ تبرائی علی العموم منکران ضروریات دین اور باجماع مسلمین یقیناً قطعاً کفار مرتدین ہیں یہاں تک کہ علمائے کرام نے تصریح فرمائی کہ جو انہیں کافر نہ جانے خود کافر ہے بہت عقائد کفریہ کے علاوہ دو کفر صریح میں ان کے عالم جاہل مرد عورت چھوٹے بڑے سب بالاتفاق گرفتار ہیں۔

کفر اول **قرآن عظیم کو ناقص بتاتے ہیں** کوئی کہتا ہے اسیں سے کچھ سورتیں

امیر المومنین عثمان غنی ذوالنورین یا دیگر صحابہ یا اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے گھٹا دیں کوئی کہتا ہے کچھ لفظ بدل دیئے۔ کوئی کہتا ہے یہ نقص و تبدیل اگرچہ یقیناً ثابت نہیں محتمل ضرور ہے اور جو شخص قرآن مجید میں زیادت یا نقص یا تبدیل کسی طرح کے تصرف بشری کا دخل مانے یا اسے محتمل جانے بالاجماع کافر مرتد ہے کہ صراحۃً قرآن عظیم کی تکذیب کر رہا ہے اللہ عز و جل سورہ حجر میں فرماتا ہے، انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون ط بے شک ہم نے

اتاریہ قرآن اور بیشک بالیقین ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔
 بیضاوی شریف مطبع مکھنوصہ ۱۲۸۸ میں ہے لحفظون احسن التحریف
 والزیادة والنقص۔

جلالین شریف میں ہے لحفظون من التبديل والتحريف
 والزیادة والنقص یعنی حق تعالیٰ فرماتا ہے ہم خود اس کے نگہبان ہیں
 اس سے کہ کوئی اُسے بدل دے یا الٹ پلٹ کر دے یا کچھ بڑھا دے یا کچھ کٹا دے۔
 جمل مطبع مصر جلد ۲ ص ۵۶۱ میں ہے بخلاف سائر الكتب المنزلة
 فقد دخل فيها التحريف والتبديل بخلاف القرآن فإنه
 محفوظ عن ذلك لا يقدر احد من جميع الخلق الا انس والجن
 ان يزيده فيه او ينقص منه حرفا واحدا او كلمة واحدة. یعنی
 بخلاف اور کتب آسمانی کے کہ ان میں تحریف و تبدیل نے دخل پایا اور قرآن اس سے
 محفوظ ہے تمام مخلوق جن وانس کسی کی جان نہیں کہ اس میں ایک لفظ یا ایک حرف
 بڑھا دیں یا کم کر دیں۔

اللہ تعالیٰ سورۃ حم السجدة میں فرماتا ہے۔ وانه لكتب عزيز لا يأتيه
 الباطل من بين يديه ولا من خلفه تنزيل من حكيم حميد
 بیشک یہ قرآن شریف معزز کتاب ہے باطل کو اس کی طرف اصلاحہ نہیں
 نہ سامنے سے نہ پیچھے سے۔ یہ اتارا ہوا ہے حکمت والے سر ہے ہوئے کا۔

تفسیر معالم التنزيل شریف طبع ممبئی جلد ۴ ص ۳۵ میں ہے: قال قتادة
 والسدی الباطل هو الشيطان لا يستطيع ان يغير او يزيده فيه
 او ينقص منه قال الزجاج معناه انه محفوظ من ان ينقص
 منه فيأتيه الباطل من بين يديه او يزيده فيه فيأتيه

الباطل من خلفه وعلى هذا المعنى الباطل الزيادة والنقصان
یعنی قتادہ سُدی مفسرین نے کہا باطل کہ شیطان ہے قرآن میں کچھ گھٹا بڑھا
بدل نہیں سکتا۔ زجاج نے کہا باطل کہ زیادت و نقصان ہیں قرآن ان سے
محفوظ ہے۔ کچھ کم ہو جائے تو باطل سامنے سے آئے بڑھ جائے تو پس پشت
سے اور یہ کتاب ہر طرح باطل سے محفوظ ہے۔

کشف الاسرار امام اجل شیخ عبدالعزیز بخاری شرح اصول امام ہمام
فخر الاسلام بزودی مطبوع قسطنطنیہ جلد ۳ ص ۸۸-۸۹ میں ہے :

| | |
|------------------------------------|-----------------------------|
| قرآن عظیم سے کسی چیز کی تلاوت | كان نسخ التلاوة والحكم |
| وحکم دونوں کا منسوخ ہونا زمانہ | جميعاً جائزاً في حياة النبي |
| نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں | صلى الله تعالى عليه وسلم |
| جائز تھا بعد وفات اقدس ممکن | فاما بعد فاوته فلا يجوز |
| نہیں بعض وہ لوگ کہ رافضی اور | قال بعض الرافضة والملحدة |
| نرے زندیق ہیں بظاہر مسلمانی کا نام | ممن قيسر باظهار الاسلام |
| لے کر اپنا پردہ ڈھانکتے ہیں اور | وهو قاصد الى افساده هذا |
| حقیقتاً انہیں اسلام کو تباہ | جائز بعد فاوته ايضا وز |
| کرنا مقصود ہے وہ کہتی ہیں کہ | عموان في القرآن كانت |
| یہ بعد وفات والا بھی ممکن ہے | آيات في امامة علي وفي |
| وہ بکتے ہیں کہ قرآن میں کچھ آئیں | فضائل اهل البيت فكمها |
| امامت مولیٰ علی اور فضائل | الصحابه فلم يبق باند |
| اہل بیت میں تھیں کہ صحابہ نے | راس زمانهم والدليل على |
| چھپا ڈالیں جب وہ زمانہ مٹ | بطلون هذا القول قوله |

تعالیٰ انا نحن نزلنا الذکر و گیا باقی نہ رہیں اور اس قول کے
 انا له لحافظون کذا فی بطلان پر دلیل خود قرآن مجید
 اصول الفقہ لشمس الاثمۃ کا ارشاد ہے کہ بیشک ہم نے اتارا
 یہ قرآن اور ہم خود اس کے نگہبان ملتقطاً۔

ہیں ایسا ہی امام شمس الاثمہ کی کتاب اصول الفقہ میں ہے۔
 امام قاضی عیاض شفا شریف مطبع صدیقی ص ۳۶۴ میں بہت سے
 یقینی اجماعی کفر بیان کر کے فرماتے ہیں: **و کذا من انکر**
القران او حرفا منه او غیر شیئا منه او زاد فیہ یعنی اسی طرح
وہ بھی قطعاً اجماعاً کافر ہے جو قرآن عظیم یا اُس کے کسی حرف کا انکار کرے یا اُس
میں سے کچھ بدلے یا قرآن میں اس موجودہ میں کچھ زیادہ بتائے۔

فوائح الرموت شرح مسلم الثبوت مطبع لکھنؤ ص ۹۱ میں ہے: اعلم
انی رأیت فی مجمع البیان تفسیر الشیعة انه ذهب بعض اصحابهم
الی ان القرآن العیاب باللہ کان زائدا علی هذا المکتوب قد ذهب
بتقصیر من الصحابة الجامعین العیاذ باللہ لم یختر صاحب
ذلك والتفسیر هذا القول فمن قال بهذا القول فهو
کافر لانکاره الضروری یعنی میں نے طبری رافضی کی تفسیر مجمع البیان
میں دیکھا کہ بعض رافضیوں کے مذہب میں قرآن عظیم معاذ اللہ اس قدر
موجود سے زائد تھا جن صحابہ نے قرآن جمع کیا عیاذاً باللہ اُن کے قصور
سے جاتا رہا اس مفسر نے یہ قول اختیار نہ کیا جو اس کا قائل ہو کافر ہے
کہ ضروریات دین کا منکر ہے۔

ان کا ہر نفس
سیدنا امیر المؤمنین

کفر ووم غیر انبیاء کو انبیاء علیہم السلام سے افضل کہنا

مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم و دیگر ائمہ طاہرین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو حضرات عالیات انبیاء سابقین علیہم الصلوٰت والتیمات سے افضل بتانا ہے اور جو کسی غیر نبی کو نبیٰ فی فضل کہے باجماع مسلمین کافر بے دین ہے۔

شفاء شریف ص ۳۶۵ میں انہیں اجماعی کفر و نکمے بیان میں ہے وکذا لک قطع بتکفیر غلاة الرافضة فی قولہما ان الائمة افضل من الانبیاء اور اسی طرح ہم یقینی کافر جانتے ہیں اُن غالی رافضیوں کو جو ائمہ کو انبیاء سے افضل بتاتے ہیں۔

امام اجل نووی کتاب الروضہ میں پھر امام ابن حجر مکی اعلام بقواطع الاسلام مطبع مصر ص ۳۳ میں کلام شفاء نقل فرماتے اور مقرر رکھتے ہیں مولانا علی قاری شرح شفاء مطبوع قسطنطنیہ جلد ۲ ص ۵۲۶ میں فرماتے ہیں ہذا کفر صریح یہ کھلا کفر ہے۔

منح الروض الاذہر شرح فقہ اکبر مطبع حنفی ص ۱۳۶ میں ہے ما نقل عن بعض الکرامیۃ من جواز کون الولی افضل من النبی کفر و ضلالۃ والحاد و جہالۃ وہ جو بعض کرامیہ سے منقول ہوا کہ جائز ہے کہ ولی نبی سے مرتبہ میں بڑھ جائے یہ کفر و ضلالۃ و بیدینی و جہالت ہے۔

شرح مقاصد مطبوع قسطنطنیہ جلد ۲ ص ۳۰۵ اور طریقہ محمدیہ علامہ سبکی قلمی آخر فصل اول باب ثانی میں ہے:

واللفظ لہا ان الاجماع منعقد علی ان الانبیاء افضل من الاولیاء بیشک مسلمانوں کا اجماع قائم ہے اس پر کہ انبیاء کرام

علیہم الصلوٰۃ والسلام اولیائے عظام سے افضل ہیں۔
 حقیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ مطبع مصر جلد اول ص ۲۱۵ میں ہے:
 التفضیل علی نبی تفضیل علی کل نبی۔ کسی کو ایک نبی
 سے افضل کہنا تمام انبیاء سے افضل بتانا ہے۔

شرح عقائد نسفی مطبع قدیم ص ۱۱۵ پھر طریقہ محمدیہ و حقیقہ ندیہ ص ۲۱۵
 میں ہے: واللفظ لهما (تفضیل الولی علی النبی) مرسل و کان اولاً
 (کفر و ضلال کیف و هو تحقیق للنبی) بالنسبة الی الولی و خرق
 (الاجماع) حیث اجماع المسلمون علی فضیلة النبی علی المولی الخ
 باختصارہ۔ ولی کو کسی نبی سے خواہ وہ نبی مرسل ہو یا غیر مرسل افضل بتانا
 کفر و ضلال ہے اور کیوں نہ ہو کہ اسمیں ولی کے مقابل نبی کی تحقیق اور اجماع کا
 رو ہے کہ ولی کو نبی سے افضل ہونے پر تمام اہل اسلام کا اجماع ہے ارشاد الباری
 شرح صحیح بخاری جلد ۱ ص ۱۵۷ میں ہے:

النبی افضل من الولی و هو امر مقطوع بہ والقائل بخلافہ
 کافر لانہ معلوم من الشرع بالضرورة۔ نبی ولی سے افضل ہے
 اور یہ امر یقینی ہے اور اس کے خلاف کہنے والا کافر ہے کہ یہ ضروریات
 دین سے ہے۔

فتویٰ ہائے مجتہدانِ روافض

روافض کے مجتہدانِ حال نے اپنے فتوؤں میں ان صریح کُفروں کا صاف
 اقرار کیا ہے۔ یہ فتویٰ رسالہ تکملہ ردِ روافض و رسالہ اظہار الحق مطبوعات مطبع صحیح
 صادق سینا پور ۱۲۹۳ھ و ۱۸۷۶ء میں مفصل مذکور ہیں جن میں اس مقام کے

متعلق یہ الفاظ ہیں۔

فتویٰ (۱) چہ میفرمایند مجتہدین درین مسئلہ کہ مرتبہ ولی مصطفیٰ علی مرتضیٰ علیہ السلام از سائر انبیائے سابقین علیہم السلام سوائے سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افضل است یا نہ بلینوا و توجروا والجواب افضل است واللہ اعلم ہوالعالم ۱۲۸۳ الراقم میرزا غا عفی عنہ

فتویٰ (۲) چہ میفرمایند درین مسئلہ کہ در کلام مجید جمع کردہ عثمان تحریف از تخریج آیات مدائح جناب امیر علیہ السلام وغیرہ واقع شدہ یا نہ۔

جواب: ایں امر بر سبیل جزم و قطع ثابت نیست لیکن متحمل است واللہ اعلم۔ ہوالعالم ۱۲۸۳ الراقم میرزا غا عفی عنہ

فتویٰ (۳) مسئلہ دوم۔ مرتبہ اہلبیت نبوی صلوات اللہ علیہم اجمعین سیما حضرت علی مرتضیٰ از سائر انبیاء افضل است یا نہ۔

جواب: البتہ مراتب ائمہ ہدی از سائر انبیاء بلکہ رسولان او العزم سوائے حضرت خاتم المرسلین صلوات اللہ علیہ زیادہ بود و مرتبہ جناب امیر نیز۔

سید علی محمد ۱۲۹۳

فتویٰ (۴) مسئلہ ہفتم در قرآن مجید جمع کردہ عثمان تحریف و نقصان واقع شدہ یا نہ۔

جواب: تحریف جامع القرآن بلکہ محرق و محرف قرآن در نظم قرآن یعنی ترتیب آیات از کلام مفسرین فریقین و عنوان نظم قرآن مستغنی عن البیان و ہمچنین نقصان بعضی آیات وارودہ در فضیلت اہلبیت علیہم السلام مدلول قرآن بسیار و آثار و آثار بشمار۔ سید علی محمد ۱۲۹۳

روافض علی العموم اپنے مجتہدوں کے پیرو ہوتے ہیں | اگر بضر غلط

رافضی ان کھلے کفروں سے خالی الذہن بھی ہو تو فتوائے مجتہدان کے قبول سے اُسے چارہ نہیں اور بضر باطل یہ بھی مان لیجئے کہ کوئی رافضی ایسا نکلے جو اپنے مجتہدین کے فتویٰ بھی نہ مانے تو الاقل اتنا یقیناً ہوگا کہ ان کفروں کی وجہ سے اپنے مجتہدوں کو کافر نہ کہے گا بلکہ انہیں اپنے دین کا عالم و پیشوا و مجتہد ہی جانے گا اور جو کسی کافر منکر ضروریات دین کو کافر نہ مانے خود کافر مرتد ہے۔ شفا شریف ص ۳۶۲ میں انہیں اجماعی کفر کے بیان میں ہے :-

ولهذا انكفر من لم يكفر من وان بغیر ملّة المسلمين
من الملل او وقف فيهم او شك او صحيم مذهبهم وان اظهر
مع ذلك الاسلام واعتقده واعتقد ابطال كل مذهب
سواه فهو كافر باظهاره ما اظهر من خلاف ذلك.

ہم اسی واسطے کافر کہتے ہیں ہر اس شخص کو جو کافروں کو کافر نہ کہے یا انکی تکفیر میں توقف کرے یا شک رکھے یا ان کے مذہب کی تصحیح کرے اگرچہ اس کے ساتھ اپنے آپ کو مسلمان جتاتا اور اسلام کی حقانیت اور اس کے سوا ہر مذہب کے باطل ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو کہ وہ اس کے خلاف اس اظہار سے کہ کافر کو کافر نہ کہا خود کافر ہے۔

اُسی کے صفحہ ۳۶۱ اور فتاویٰ بزازیہ جلد ۳ ص ۳۲۲ اور درر وغرر
مطبع مصر جلد اول ص ۱۳۰ اور فتاویٰ خیر یہ جلد اول ص ۹۳-۹۵ اور درمختار
ص ۳۱۹ اور مجمع الانہر جلد اول ص ۶۱۸ میں ہے من شك في كفره
وعذابه فقد كفر جو اس کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بالیقین

خود کافر ہے۔

کفر و افض کے بارے میں علماء کرام کی تصریحات

علماء کرام نے خود و افض کے بارے میں بالخصوص اس حکم کی تصریح فرمائی
علامہ نوح آفندی و شیخ الاسلام عبداللہ آفندی و علامہ حامد عمادی آفندی مفتی
دمشق الشام و علامہ سید ابن عابد بن شامی عقود جلد اول ص ۹۲ میں اس سوال
کے جواب میں کہ رافضیوں کے بارے میں کیا حکم ہے فرماتے ہیں: هؤلاء
الکفرة جمعوا بين اصناف الكفر ومن توقف في كفرهم
فهو كافر مثلهما مختصراً یہ کافر طرح طرح کے کفروں کے مجمع ہیں
جو ان کے کفر میں توقف کرے خود انہیں کی طرح کافر ہے۔

علامہ الوجود مفتی ابوالسعود اپنے فتاویٰ پھر علامہ کواکبی شرح فرائد سینہ پھر
علامہ محمد امین الدین شامی تنفیج الحامیہ ص ۹۳ میں فرماتے ہیں: اجمع
علماء الاعصار علی ان من شك في كفرهم كان كافراً تمام
زمانوں کے علماء کا اجماع ہے کہ جو ان رافضیوں کے کفر میں شک کرے خود
کافر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

تنبیہ حلی | مسلمانوں! اصل مدار ایمان ضروریات دین ہیں اور
ضرورت یا اپنے ذاتی روشن بدیہی ثبوت کے سبب
مطلقاً ہر ثبوت سے غنی ہوتے ہیں یہاں تک کہ اگر بالخصوص ان پر کوئی
نقص قطعی اصلاً نہ ہو جب بھی ان کا وہی حکم رہے گا کہ سن کر یقیناً کافر
مثلاً عالم جمیع اجزا حادث ہونے کی تصریح کسی نص قطعی میں نہ ملے گی۔
غایت یہ کہ آسمان و زمین کا حادث و ارشاد ہوا ہے مگر باجماع مسلمین کسی

غیر خدا کو قدیم ماننے والا قطعاً کافر ہے جس کی اسانید کثیرہ فقیر کے رسالہ
مقام مع الحدید علیٰ خدا المنطق الجدید میں مذکور توجہ وہی ہے کہ حدیث جمیع
ماسویٰ اللہ ضروریات دین سے ہے کہ اُسے کسی ثبوت خاص کی حاجت نہیں
اعلام امام ابن حجر ص ۱۷۰ زاد النووی فی الروضۃ ان الصواب تقيده
بما اذا حجه مجمعا عليه يعلو من دين الاسلام ضرورة سوا كان
فيه نص امله یہی سبب ہے کہ ضروریات دین میں تاویل مسوع نہیں
ہوتی اور شک نہیں کہ قرآن عظیم جو بحمد اللہ تعالیٰ شرقاً غرباً قرناً فترتیرہ
سو برس سے آج تک مسلمانوں کے ہاتھوں میں موجود محفوظ ہے باجماع
مسلمین بلا کم و کاست وہی تنزیل رب العالمین ہے جو محمد رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو پہنچائی اور ان کے ہاتھوں میں انکے
ایمان اُن کے اعتقاد اُن کے اعمال کے لیے چھوڑی اسی کا نقص و زیادت
و تغیر و تحریف سے مصئون و محفوظ اور اسی کا وعدہ حقہ صادقہ انالہ
لحافظون میں مراد و ملحوظ ہونا ہی یقیناً ضروریات دین سے ہے نہ یہ کہ قرآن
جو تمام جہان کے مسلمانوں کے ہاتھ میں تیرہ سو برس سے آج تک ہے یہ تو
نقص و تحریف سے محفوظ نہیں ہاں ایک وہم تراشیدہ صورت ناکشیدہ دندان
غول کی خواہر پوشیدہ عار سامرہ میں اصلی قرآن بغل کتمان میں دبائے گئی
ہے۔ انالہ لحافظون کا مطلب یہی ہے یعنی مسلمانوں نے عمل تو اسی محرف
مبدل ناقص نامکمل پر گرائیں گے اور اس اصلی جعلی کو

ع برائے نہادن چہ سنگ و چہ زر

کی کھو میں چھپائیں گے۔ گویا حافظوں کے معنی یہ ہیں کہ قرآن کو مسلمانوں
سے محفوظ رکھیں گے۔ انہیں اس کی پرچھائیں نہ دکھائیں گے بعض ناپاکوں

نے اس سے بڑھ کر تاویل نکالی ہے کہ قرآن اگرچہ کتابی بدل جائے مگر علم الہی و لوح محفوظ میں تو بدستور باقی ہے حالانکہ علم الہی میں کوئی شے نہیں بدل سکتی پھر قرآن کی کیا خوبی نکلی۔ توریت و انجیل درکنار۔ مہل سے مہل رومی سی رومی کوئی تحریر جس میں مصنف کا ایک لفظ ٹھکانے سے نہ رہا بلکہ دنیا سے سراسر معدوم ہو گئی ہو علم الہی و لوح محفوظ میں یقیناً بدستور باقی ہے ایسی ناپاک تاویلات ضروریات دین کے مطابق نہ مسموع ہوں نہ اُن سے کفر و ارتداد اصلاً مدفوع ہوں انکی حالت وہی ہے جو نوحیہ نے آسمان کو بلند می، جبرئیل و ملائکہ کو قوت خیر۔ ابلیس و شیاطین کو قوت بدی حشر و نشر و جنت و نار کو محض روحانی نہ جسدی بنالیا۔ قادیانی مرتد نے خاتم النبیین کو افضل المرسلین ایک دوسرے شقی نے نبی بالذات سے بدل دیا۔ ایسی تاویلیں سن لی جائیں تو اسلام و ایمان قطعاً درہم برہم ہو جائیں۔ بُت پرست لا الہ الا اللہ کی تاویل کر لیں گے کہ یہ افضل و اعلیٰ میں حصر ہے یعنی خدا کے برابر دوسرا خدا ہے وہ سب دوسروں سے بڑھ کر خدا ہے نہ یہ کہ دوسرا خدا ہی نہیں جیسے لافتی الاعلیٰ لا سیف الاذ والفقر وغیرہ محاورات عرب سے روشن ہے یہ نکتہ ہمیشہ یاد رکھنے کا ہے کہ ایسے مرتدانِ پیام مدعیانِ اسلام کے مکروہ اوہام سے نجات و شفاء ہے۔ وبالله التوفیق والحمد لله والعلمین ط

بالجملہ ان رافضیوں تبریوں کے بارے میں حکم تقنینی اجماعی یہ ہے

کہ وہ علی العموم کفار مرتدین ہیں اُن کے ہاتھ کا ذبیحہ مُردار ہے اُن کے ساتھ مناکحت نہ صرف حرام بلکہ خالص زنا ہے۔ معاذ اللہ مردِ رافضی اور عورتِ مسلمان ہو تو یہ سخت قہر الہی ہے۔ اگر مردِ رافضی ہو اور عورت ان خبیثوں میں کی ہو جب بھی سرگزشت نکاح نہ ہو گا محض زنا ہو گا۔ اولاد و ولد الزنا ہو گی باپ کا ترکہ نہ پائیگی

اگرچہ اولاد بھی سُستی ہی ہو کہ شرعاً ولد الزنا کا باپ کوئی نہیں عورت نہ ترکہ کی حق ہوگی نہ مہر کی کہ زانیہ کے لیے مہر نہیں۔ رافضی اپنے کسی قریب حتیٰ کہ باپ بیٹے ماں بیٹی کا بھی ترکہ نہیں پاسکتا۔ سُستی تو سُستی کسی مسلمان بلکہ کسی کافر کے بھی یہاں تک کہ خود اپنے ہم مذہب رافضی کے ترکہ میں اُس کا اصلاً کچھ حق نہیں۔ ان کے مرد عورت عالم جاہل کسی سے میل جول سلام کلام سب سخت کبیرہ اشد حرام۔ جو ان کے ان ملعون عقیدوں پر آگاہ ہو کر پھر بھی انہیں مسلمان جانے یا ان کے کافر ہونے میں شک کرے۔ باجماع تمام ائمہ دین خود کافر بے دین ہے اور اس کے لیے بھی یہی سب احکام ہیں جو ان کے لیے مذکور ہوئے مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس فتویٰ کو بگوش ہوش سنیں اور اس پر عمل کر کے سچے پچھے مسلمان سُستی بنیں۔ وبالله التوفیق واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ
جل مجدۃ اتموا حکمہ

عبد المذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنہ بحمدن المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمدی سُستی حنفی قادری
عبد المصطفیٰ احمد رضا خاں

اذانِ میرے روافضے کے اضافی کلمات پر تحقیق

الْإِدْلَةُ الطَّاعِنَةُ فِي أَذَانِ الْمَلَأَعِنَةُ

اسے مقالہ میرے امام اہل سنت علیہ الرحمۃ نے اکابرِ شیعہ اور اکابرِ اہل سنت کے مُستند کُتب کے حوالہ جات سے اضافی کلمات کے تحقیق پیش کی ہے جو اہل تشیع نے اذانِ میرے بڑھائے میرے

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا قادری

(۱۳۳۰ھ / ۱۹۲۱ء)

دَارُ الرِّضَا لَاهُور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



مسئلہ از انجمن محبت اسلام مرسلہ مولوی صاحب صدر انجمن ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۰۶ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت و جماعت اس مسئلہ میں کہ بالفعل اہل تشیع نے
 اپنی اذان وغیرہ میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت کلمہ خلیفہ رسول اللہ
 بلا فصل کہنا اختیار کیا ہے۔ پس اہلسنت کو اس کلمہ کا سننا بمنزلہ سننے تبرکے ہے
 یا نہیں اور اس کے انسداد میں کوشش کرنا باعث اجر ہوگی یا نہیں بنو اوجروا۔
الجواب: الحمد للہ رب العلمین والصلاۃ والسلام
 علی سید المرسلین محمد و خلفاء الاربعۃ الراشدین والہ
 وصحبہ و اہل سنتہ اجمعین الحق یہ کلمہ مغضوبہ مبغوضہ مذکورہ
 سوال خالص تبرک ہے اور اس کا سننا سنی کے لیے بمنزلہ تبرک سننے کے نہیں بلکہ حقیقتہً
 تبرک سننا ہے۔ وَالْعِیَاضُ بِاللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ تبرک کے معنی اظہار برأت و بیزاری
 جس پر یہ کلمہ ہمیشہ نہ کنایہ بلکہ صراحتہً وال ہے کہ اس میں بالتقریح خلافت
 راشدہ حضرات خلفہ ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی نفی ہے اور اس نفی
 کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ وہ بعد حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 مسند نشین نہ ہوئے کہ اُن کا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد تخت خلافت
 پر جلوس فرمانا فرمان و احکام جاری کرنا نظم و نسق ممالک اسلامیہ و تمام امور ملک
 و مال و رزم و بزم کی باگیں اپنے دستِ حق پرست میں لینا، وہ تاریخی واقعہ
 مشہور متواتر اظہار من الشمس ہے جس سے دُنیا میں موافق مخالف یہاں
 تک کہ نصاریٰ و یہود و مجوس و ہنود کسی کو انکار نہیں بلکہ ان مجبان خدا

اور نوابانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روافض کو زیادہ عداوت کا مبنیٰ یہی ہے اُن کے زعمِ باطل میں استحقاقِ خلافت حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسبی میں منحصر تھا جب حکم الہی خلافتِ راشدہ اول ان تین سردارانِ مومنین کو پہنچی۔ روافض نے انہیں معاذ اللہ مولیٰ علی کا حق چھیننے والا ٹھہرایا اور تقیہ شقیہ کی بدولت حضرت اسد اللہ الغالب کو عیاذاً باللہ سخت نامرد و بُزدل و تارکِ حق و مطیعِ باطل بتایا۔

دوستی بے خردان دشمنی ست

لفظِ بلا فصل حقیقۃً انکارِ تبرا ہے | کبریت کلمۃ تخرج
من افواہہم ان

یقولون الا کذباً تو لا جرم لفظِ بلا فصل میں جو نفی ہے اُس سے نفی لیاقت و استحقاق مراد تو اس مجمل لفظ میں غضب و ظلم و انکارِ حق و اصرارِ باطل و مخالفتِ دین و اختیارِ دنیا وغیرہ وغیرہ۔ ہزاروں مطاعنِ ملعونہ جو قومِ روافض اپنے اعتقاد میں رکھتی اور زبان سے کہتی ہے، سب دفعتاً موجود ہیں اور لائے نفی سے اپنی برأت و بیزاری کا کھلا اظہار پھر تبرا اور کس چیز کا نام ہے۔ میں اس واضح بات کے ایضاح کرنے یعنی آفتابِ روشن کو چیراغ دکھانے میں زیادہ تطویل محض بیکار سمجھ کر صرف اس الزامی نظیر پر قناعت کرتا ہوں اگر کوئی شخص کہے رقومِ شیعہ میں بعد عبدالرزاق بن ہمام کے جس نے ۲۱۱ھ میں انتقال کیا بلا فصل بہاء الدین اہلی ہونے سے محفوظ اور بظاہر نامِ اسلام سے محفوظ ہے تو کیا اُس نے ان دونوں کے بیچ میں جتنے شیعہ گزرے مثل طوسی و علی و کلینی و ابن بابویہ وغیرہم سب کو کافر ملعون نہ کہا۔ نہیں نہیں یقیناً اُس کے کلام کا صاف صاف یہی مطلب ہے جس کے سبب ہم اہلِ حق بھی

اس لفظ پر انکار کریں گے اور اُسے ناپسند رکھیں گے کہ ہمارے نزدیک بھی ان سب پر علی الاطلاق حکم کفر و لعنت جائز نہیں۔

انصاف کیجئے کیا اگر یہ بات علانیہ برسرِ بازار اور ہر روز پکاری جائے تو شیعہ کو کچھ ناگوار نہ ہوگا یا وہ اسے صریح اپنی توہین و تذلیل نہ سمجھیں گے حالانکہ اس بیچ میں جتنے شیعہ گزرے کسی کی مدح و عقیدت شیعہ کے اصولِ مذہب میں داخل نہیں نہ معاذ اللہ قرآن و حدیث یا اقوال ائمہ اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم ان لوگوں کی نیکی و خوبی پر وال۔

پھر حضرات خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم جن کی ثناء و مدحت و ادب و عقیدت ہم اہل سنت کے اصولِ مذہب میں داخل اور ہمارے نزدیک ہزاروں آیات و احادیث حضرت رسالت و اقوال ائمہ اہلبیت صلوات اللہ علیہ و علیہم سے ان کی لاکھوں خوبیاں تعریفیں مالا مال۔ اُن کی نسبت ایسا کلمہ مغضوبہ اذان میں پکارا جانا کیونکر ہماری توہین مذہبی نہ ہوگا یا ہمارے دلوں کو نہ دکھائے گا۔ غرض یہ تو وہ روشن و بدیہی بات ہے جس کے ایضاح کو جو کچھ کہیے اس سے واضح تر نہ ہوگا۔

روافض پیشواؤں اذان خلیفہ رسول اللہ فصل و غیرہ زیادت

کی موجود ایک ملعون قوم ہے

مجھے بتوفیق اللہ عزوجل یہاں یہ ظاہر کرنا ہے کہ یہ کلمات جو روافضِ حال نے سنیوں کی ایذا رسانی کو اذان میں بڑھائے ہیں اُن کے مذہب کے بھی خلاف ہیں (۱) اُن کی حدیث و فقہ کی رو سے بھی اذان ایک محدود عبارت محدود کلمات

کا نام ہے جن میں یہ ناپاک لفظ داخل نہیں۔

(۲) اُن کے نزدیک بھی اُس اذان منقول میں اور عبارت بڑھانا ناجائز و گناہ اور اپنے دل سے ایک نئی شریعت نکالنا ہے۔

(۳) اُن کے پیشوا خود لکھ گئے کہ ان زیادتیوں کی موجد ایک ملعون قوم ہے جنہیں امامیہ بھی کافر جانتے ہیں میں ان تینوں امور کی سندیں مذہب امامیہ کی معتبر کتابوں سے دول گا اور ان کی عبارتیں مع صاف ترجمہ کے نقل کروں گا وباللہ التوفیق ولہ الحمد علی اراۃ سواہ الطرقی۔

امراؤل اذان ایک محدود عبارت، محدود کلمات کا نام ہے

سند امراؤل: شرائع الاسلام شیخ علی مطبوعہ کلکتہ مطبع گلستہ نشاط
۱۲۵۵ھ کے صفحہ ۳۴ پر ہے:

الاذان علی الاشہر ثمانیۃ عشر فصلاً التکبیر اربع
والشہادۃ بالتوحید ثم بالرسالة ثم یقول حی علی
الصلاة ثم حی علی الفلاح ثم حی علی خیر العمل
والتکبیر بعدہ ثم التہلیل کل فصل مرقان۔

ترجمہ: اذان مشہور ترقول پر اٹھارہ کلمے ہیں تکبیر چار بار اور گواہی
توحید کی پھر رسالت کی پھر حی علی الصلاة پھر حی علی الفلاح
پھر حی علی خیر العمل اور اس کے بعد اللہ اکبر پھر لا الہ الا اللہ ہر کلمہ دو بار
حضرت جو شہید ثانی کہا جاتا ہے اُس کی شرح مدارک میں لکھتا ہے:
هذا مذهب الاصحاب لا اعلم فیہ مخالفاً والمستند
فیہ مارواه ابن بابویہ والشیخ عن ابی بکر الحضرمی

وکلید الاسدی عن ابی عبد اللہ علیہ السلام انه حکى لهما الاذان
فقال الله اكبر الله اكبر الله اكبر الله اكبر اشهد ان لا اله الا الله
اشهد ان لا اله الا الله اشهد ان محمداً رسول الله اشهد ان محمداً رسول الله
حي على الصلاة حي على الصلاة حي على الفلاح حي على الفلاح حي على
خير العمل حي على خير العمل الله اكبر الله اكبر لا اله الا الله
لا اله الا الله والاقامة كذلك وعن اسمعيل الجعفي قال سمعت
ابا جعفر عليه السلام يقول الاذان والاقامة خمسة وثلاثون
حرفاً فعد ذلك بيده واحد او احد الاذان ثمانية عشر حرفاً
والاقامة سبعة عشر حرفاً. واثار المصنعه مقوله على الاشهر الى
ما رواه الشيخ بسنده الى الحسين بن سعيد عن النضر سويد عن عبد الله
بن سنان قال سألت ابا عبد الله عليه السلام عن الاذان فقال نقول
الله اكبر الله اكبر اشهد ان لا اله الا الله اشهد ان لا اله الا الله
اشهد ان محمداً رسول الله اشهد ان محمداً رسول الله حي على الصلاة
حي على الصلاة حي على الفلاح حي على الفلاح حي على خير العمل
حي على خير العمل الله اكبر الله اكبر لا اله الا الله لا اله الا الله
وروى زرارة والفضل عن ابی عبد الله عليه السلام نحو ذلك وحكى الشيخ
في ف عن بعض الاصحاب تربيع التكبير في الاخر الاذان
وهو شان مردود بما تلونا من الاخبار اراه ملخصاً.

ترجمہ: اذان کے وہی اٹھارہ کلمے ہونا مذہب تمام امامیہ کا ہے
جس میں میرے نزدیک کسی نے خلاف نہ کیا اور اس کی سند وہ حدیث
ہے جو ابن بابویہ و شیخ نے ابوبکر خضری و کلب اسدی سے روایت کی

کہ حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام نے اُن کے سامنے اذان یوں بیان فرمائی
 اللہ اکبر (۳) اشہدان لا الہ الا اللہ (۲) اشہدان محمد رسول اللہ (۲) حی
 علی الصلاۃ (۲) حی علی الفلاح (۲) حی علی خیر العمل (۲) اللہ اکبر (۲)
 لا الہ الا اللہ (۲) اور فرمایا اسی طرح تکبیر ہے۔

اور اسمعیل جعفی سے روایت ہے میں نے حضرت امام ابو جعفر علیہ
 السلام کو فرماتے سنا کہ اذان و تکبیر کا مجموعہ پینتیس کلمے ہے پھر حضرت
 نے اپنے دست مبارک سے ایک ایک کر کے گئے اذان اٹھارہ
 کلمے اور تکبیر سترہ اور وہ جو مصنف ربیعنی حلی نے شرائع الاسلام
 میں کہا کہ مشہور تر قول پر اذان کے اٹھارہ کلمے ہیں وہ اس سے اُس
 حدیث کی طرف اشارہ کرتا ہے جو شیخ نے بسند خود حسین بن سعید
 اُس نے نصر بن سوید اُس نے عبد اللہ بن سنان سے روایت کی کہ
 میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے اذان کو پوچھا فرمایا یوں کہہ اللہ اکبر
 اشہدان لا الہ الا اللہ ۲۔ اشہدان محمد رسول اللہ ۲ حی علی الصلاۃ ۲ حی علی
 الفلاح ۲ حی علی خیر العمل ۲۔ اللہ اکبر ۲۔ لا الہ الا اللہ ۲ ربیعنی اس حدیث
 میں شروع اذان صرف دو تکبیر سے ہے تو اذان کے سولہ ہی کلمے رہیں
 گئے اور زرارہ و فضیل نے بھی امام ممدوح سے یونہی روایت کی اور
 شیخ نے بعض امامیہ سے آخر اذان میں چار تکبیریں نقل کیں اور وہ
 شاذ مردود ہے بسبب ان حدیثوں کے جو ہم نے ذکر کیں۔

شہید شیعہ ابو عبد اللہ بن مکی لمعہ و مشیقہ میں لکھتا ہے :

یکبار رباعی اول الاذان اول اذان میں چار بار اللہ اکبر کہے
 ثم التشہدان ثم حیلات پھر دونوں شہادتیں پھر تینوں

الثلث ثم التكبير ثم
التهيل مثنى فهذه ثمانية
عشر فصلا - فهذه جملة
الفصول المنقولة شرعا
ولا يجوز اعتقاد شرعية
غير هذه الفصول في
الاذان والاقامة كالشهاد
بالولاية لعلی اہم ملخصا۔

حی علی پھر اللہ اکبر پھر لا الہ الا اللہ
ہر کلمہ دو بار یہ اٹھارہ کلمے ہیں
اور کل یہی ہیں جو شرع میں منقول
ہوئے ان کے سوا اذان و اقامت
میں اور کسی کو مشروع جاننا
جائز نہیں جیسے اشہد ان
علیاً ولی اللہ۔

امردوم اذان منقول میں اور عبارت بڑھانا کتنا ہے سند امردوم اسی ملوک میں ہے :

الاذان سنة متلقة من
الشارع كسائر العبادات
فيكون الزيادة فيه تشرية
محرم كما يحرم زيادة
ان محمد اواله خير البرية
فان ذلك وان كان من
احكام الايمان الا انه
ليس من فصول الاذان۔
کلمات سے نہیں۔

راذان ایک سنت ہے جسے شارع
رصلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمایا
مثل اور عبادتوں کے تو اس میں
کوئی لفظ بڑھانا اپنی طرف سے نئی
شرعیات ایجاد کرنا ہے اور یہ حرام
ہے جیسے ان محمد و آلہ خیر البریہ
کا بڑھانا حرام ہوا کہ یہ اگرچہ احکام
ایمان سے ہے مگر اذان کے

اسی میں ہے : الاذان عبادة متلقة من صاحب الشرع

قیقتصر فی کیفیتہا علی المنقول والروایات المنقولة عن
اهل البيت علیہم السلام خالیة عن هذا اللفظ
فیکون الایتان به تشریعا محرما۔

ترجمہ: اذان ایک عبادت ہے کہ صاحب شریعہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سے سیکھی گئی تو اس کی کیفیت میں اسی قدر اقتصار کیا جائے جس قدر
شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول ہے اور حضرات اہل بیت کرام
علیہم السلام سے جو روایتیں منقول ہوئیں وہ اس لفظ سے خالی ہیں
تو اس کا بڑھانا نئی شریعت تراشنا ہوگا کہ حرام ہے۔

امر سوم

اذان منقول میں زیادتی موجب ایک نہ ملعون قوم ہے

سند امر سوم شیخ صدوق شیعہ ابن بابویہ قمی کہ ان کے یہاں کے اکابر
مجتہدین و ارکان مذہب سے ہے کتاب من لایحضرہ الفقیہ کے باب الاذان والا
قائمہ للمؤذنین میں لکھا ہے:

روی ابو بکر بن خضرمی وکلب بن الاسدی عن ابی
عبد اللہ علیہ السلام انه حکى لهما الاذان فقال
الله اکبر الله اکبر الله اکبر الله اکبر الله اکبر الله اکبر
لا اله الا الله اشهد ان لا اله الا الله اشهد ان محمدا
رسول الله اشهد ان محمدا رسول الله حی علی الصلوٰۃ
حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح حی علی الفلاح حی علی
خیر العمل حی علی خیر العمل الله اکبر الله اکبر

لا اله الا الله لا اله الا الله وقال مصنف هذا الكتاب
 هذا هو الاذان الصحيح لا يضاف له ولا ينقص منه والمفوضة
 لعنهم الله قد وضعوا اخبارا وذاذوا في الاذان محمد
 وال محمد خير البرية مريتين وفي بعض رواياتهم
 بعد اشهد ان محمد رسول الله اشهد ان عليا ولي الله
 مريتين ومنهم من روى يدل ذلك واشهد ان عليا
 امير المؤمنين حقا مريتين ولا شك في ان عليا ولي الله
 وانه امير المؤمنين حقا وان محمد اواله صلوات الله
 عليهم خير البرية ولكن ليس ذلك في اصل الاذان
 وانما ذكرت ذلك ليعرف بهذه الزيادة المتضمنون
 بالتفويض المدلسون انفسهم في حجتنا۔

ترجمہ : ابو بکر حضرمی وکلیب اسدی حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام
 سے راوی کہ اُس جناب نے ان کے سامنے اذان یوں کہہ کر سنائی
 اللہ اکبر ۳۔ اشہدان لا اله الا اللہ ۲۔ اشہدان محمد رسول اللہ ۲۔ حی
 علی الصلاۃ ۲۔ حی علی الفلاح ۲۔ حی علی خیر العمل ۲۔ اللہ اکبر ۲۔ لا اله
 الا اللہ ۲۔ مصنف اس کتاب کا کہتا ہے یہی اذان صحیح ہے نہ اس
 میں کچھ بڑھایا جائے نہ اس سے کچھ گھٹایا جائے اور فرقہ مفوضہ نے
 کہ اللہ ان پر لعنت کرے کچھ جھوٹی حدیثیں اپنے دل سے گھڑیں اور
 اذان میں محمد و آل محمد خیر البریہ بڑھایا اور انہیں کی بعض روایات
 میں اشہدان محمد رسول اللہ کے بعد اشہدان علیا امیر المؤمنین حقا
 دوبار روایت کیا اور اس میں شک نہیں کہ علی ولی اللہ ہیں

اور بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اُن کی آل علیہم السلام تمام جہان سے بہتر ہیں مگر یہ کلمے اصل اذان میں نہیں اور میں نے یہ اس لیے ذکر کر دیا کہ اس زیادتی کے باعث وہ لوگ پہچان لیے جائیں جو مذہب تفویض سے متہم ہیں اور براہ فریب اپنے آپ کو ہمارے گروہ (یعنی فرقہ امامیہ) میں داخل کرتے ہیں دیکھو امامیہ کا شیخ صدوق کیسی صاف صاف شہادت دے رہا ہے کہ اذان کے شرع میں وہی اٹھارہ کلمے ہیں اور ان پر یہ زیادتیاں مفوضہ کی تراشی ہوئی ہیں اور صاف کہتا ہے لعنہم اللہ تعالیٰ اُن پر لعنت کرے۔

تنبیہ لطیف: جس طرح بجد اللہ تعالیٰ ہم نے یہ امور پیشوایان شیعہ کی تصریحات سے لکھے۔ یونہی مناسب ہے کہ اس کلمہ خبیثہ کا تبرا ہونا بھی انہیں کے معتمدین سے ثابت کر دیا جائے۔ صدر کلام میں جس واضح تقریر سے ہم نے اُس کا تبرا ہونا ظاہر کیا اُس سب سے قطع نظر کیجئے تو ایک امام شیعہ کی شہادت لیجئے کہ اُس کی تقریر سے اس ناپاک کلمے کا سبب صریح و دشنام قبیح ہونا ثابت ان کا علامہ کتاب المختلف میں لکھتا ہے: **المفاخرۃ انما تتم بذكر فضائله وسلبيها عن خصمه** اوسلب و ذائل عنه و اثباتها لخصمه وهذا هو معنى السباب۔ و شخصوں کا آپس میں تفاخر کرنا کہ ہر ایک اپنے آپ کو دوسرے پر کسی فضل و کمال میں ترجیح دے، باہم دشنام دہی سے خالی نہیں ہوتا کہ مفاخرت یونہی تمام ہوتی ہے کہ یہ شخص کچھ خوبیاں اپنے لیے ثابت کرے اور اپنے مقابل کو اُن سے خالی کہے یا بعض برائیوں سے اپنی تبری اور اپنے مقابل کے لیے انہیں ثابت کرے اور یہی معنی دشنام دہی کے ہیں نقلہ بعض محشی الروضة البہیة

شرح اللمعة الدمشقية على هامشها من كتاب الحج في
تفسير السباب ص ۱۹۱۔

اب کہیے کہ خلافت حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فضیلت ہے
یا نہیں۔ ضرور کہیے گا کہ اعلیٰ فضائل سے ہے اب کہیے "خلیفہ رسول اللہ" کہہ
کر آپ نے اُسے مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے لیے ثابت اور "بلا فصل"
کہہ کر حضرات خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے سلب کیا، یا نہیں۔
اقرار کے سوا کیا چارہ ہے اور جب یوں ہے اور آپ کا عیلامہ گواہی دیتا ہے
کہ شرح میں دشنام اسی کا نام تو کیا محل انکار رہا کہ یہ مبغوض کلمہ معاذ اللہ
علی الاعلان ہمارے پیشوایان دین کو صاف صاف دشنام دیتا ہے۔ پھر تبراً
نہ بتانا عجب سینہ زوری ہے۔

ہاں اب داد انصاف طلب ہے

اگر بالفرض یہ کلمہ ملعونہ ان کی اذان مذہبی میں داخل ہوتا اور ان کے
یہاں روایات میں آتا تو کہہ سکتے کہ صرف اہلسنت کا دل دکھانا مقصود نہیں
بلکہ اپنی رسم مذہبی پر نظر ہے اب کہ یقیناً ثابت کہ کلمہ مذکورہ خود ان کے مذہب
میں بھی نہیں نہ صاحب شریع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کی روایت نہ حضرات
ائمہ اطہار سے اس کی اجازت نہ ان کے پیشواؤں کے نزدیک اذان کی ترکیب

۱۔ سلب کیا: بے جانا۔ نیست کرنا۔ اچک لے جانا۔

۲۔ دشنام: گالی گلوچ۔

۳۔ مبغوض کلمہ: سب و شتم۔

اور کیفیت بلکہ خود انہیں کی معتبر کتابوں میں تصریح کہ اذان میں صرف اتنا بڑھانا بھی حرام ہے کہ اَشْهَدُ اَنْ عَلِيًّا وَلِيُّ اللّٰہِ اور یہ زیادتیاں اُس فرقہ ملعونہ کی نکالی ہوئی ہیں جو باتفاق اہلسنت و شیعہ کافر ہیں تو ایسی حالت میں اس کے بڑھانے کو ہرگز کسی رسم مذہبی کی ادھر پر محمول نہیں کر سکتے بلکہ یقیناً سو اس کے اہلسنت کو آزار دینا اور اُن کا دل دکھانا اور اُن کی توہین مذہبی کرنا مد نظر ہے اور کوئی غرض مقصود نہیں۔

سبحان اللہ طرفہ بے باکی ہے اگر یہ ناپاک لفظ اُن کی اذان مذہبی میں ہوتا بھی تاہم کوئی فریق اپنی اُس رسم مذہبی کا اعلان نہیں کر سکتا جس میں دوسرے فریق کی توہین مذہبی یا اُس کے پیشوایان دین کی اہانت ہونہ کہ یہ ناپاک رسم کہ خود شیعہ کے بھی خلاف مذہب ملعون کافروں سے سیکھ کر یوں اعلان کریں اور ہمارے پیشوایان دین کی جناب میں ایسے الفاظ کہہ کر جو بتصریح انہیں کے عمائد کے صریح دشنام ہیں۔ ہمارا دل دکھائیں کیا اب ہند میں روافض کی سلطنت ہے یا گورنمنٹ ہند شیعہ ہو گئی یا اس نے ہماری توہین مذہبی کی پُرانگی دیدی یا شیعہ صاحبوں نے کوئی خفیہ طاقت پیدا کر لی جس کے باعث ارتکاب جرم میں دہشت نہ رہی۔

فَاللّٰهُ الْمَشْتٰکِ وَعَلِیْہِ السَّلَامُ وَهُوَ الْمُسْتَعَانُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَصَلِی اللّٰہِ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ اٰجَمِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

رسالہ تعزیه داری

اعالیٰ الافادۃ تعزیه الہند و بیان الشہادۃ فی

اس رسالہ میں امام اہل سنت مولانا احمد رضا قادری نے تعزیه داری، شہادت نامہ، محرم کے سبیلے، مرثیہ خوانی، مجالس محرم میں شمرکت اور تعزیه داری برائے حاجت برآری جیسے معمولات محرم کے بارے میں شریعت اسلامیہ کا حکم بیان فرمایا ہے۔

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا قادری

دارالرضا لاہور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ان احسن تعزیه لقلوب المسلمین فیما ھجم من البدعات علی اعداء الدین ان الحمد لله رب العلمین وافضل الصلوٰۃ واکمل السلام علی سید الشہداء بالحق یوم القیام وعلی الہ وصحبہ الغر المکرام امین۔

سوال اول ۲۴ صفر ۱۳۸۰ھ تعزیر کی شرعی حیثیت

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ تعزیر داری کا کیا حکم ہے بنیو اتوجروا۔
الجواب : تعزیر کی اس قدر تھی کہ روضہ پیر نور حضور شہزادہ گلگوں قبا حسین شہید ظلم وجفا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علی جدہ الکریم وعلیہ کی صحیح نقل بنا کر بہ نیت تبرک مکان میں رکھنا۔ اس میں شرعاً کوئی حرج نہ تھا کہ تصویر مکانات وغیرہ ہر غیر جاندار کی بنا کر رکھنا سب جائز اور ایسی چیزیں کہ معظمان دین کی طرف منسوب ہو کر عظمت پیدا کریں ان کی تمثال بہ نیت تبرک پاس رکھنا قطعاً جائز جیسے صد ہا سال سے طبقہ فطیقہ ائمہ دین و علمائے معتمدین نعلین شریفین حضور سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نقشے بناتے اور ان کے فوائد جلیلہ و منافع جزلیہ میں مستقل رسالے تصنیف فرماتے ہیں جسے اشتباہ ہوا امام علامہ تلمسانی کی فتح المتعل وغیرہ مطالعہ کرے مگر جہاں بے خبر نے اس اصل جائز کو بالکل نیست و نابود کر کے صد ہا خرافات وہ تراشیں کہ شریعت مطہرہ الاثام الاثام کی صدائیں آئیں۔

موجودہ تعزیر میں قبا حیاتیں | اَوَّلے تو نفس تعزیر میں روضہ
مبارک کی نقل ملحوظ نہ رہی ہر جگہ نئی

تراش نئی گڑ بہت جسے اس نقل سے کچھ علاقہ نہ نسبت ۔

پھر کسی میں پر یاں کسی میں براق کسی میں اور بیہودہ طمطراق ۔
پھر کوچہ کوچہ دشت بدشت اشاعتِ غم کے لیے اُن کا گشت اور اُن کے
گرد سینہ زنی اور ماتم سازشی کی شور افگنی ،
کوئی اُن تصویروں کو جھک جھک کر سلام کر رہا ہے ،
کوئی مشغولِ طواف ،

کوئی سجدہ میں گرا ہے ،

کوئی اُن مایہ بدعات کو معاذ اللہ معاذ اللہ جلوہ گاہ حضرت امام علی جدہ و
علیہ الصلوٰۃ والسلام سمجھ کر اس ابرک پتی سے مرادیں مانگتا منیتیں مانتا ہے ،
حاجت روا جانتا ہے ۔

پھر باقی تماشے باجے تماشے ۔

مردوں عورتوں کاراتوں کو میل اور طرح طرح کے بیہودہ کھیل ان
سب پر طرہ ہیں ۔

غرض عشرہ محرم الحرام کہ اگلی شریعتوں سے اس شریعت پاک تک
نہایت بابرکت و محل عبادت ٹھہرا ہوا تھا ان بیہودہ رسوم نے جاہلانہ اور
فاسقانہ میلوں کا زمانہ کر دیا ۔

بقیہ صفحہ سابقہ
اے ہمارا رسالہ شفاء الاولاد فی صور الحبیب و مزارہ و نعالہ دیکھئے صلی اللہ تعالیٰ علی
الحبیب وآلہ وبارک وسلم ۱۲ منہ ۱۱ جہاں بیخود نے بے عقل جاہلوں نے

پھر وبال ابتداء کا وہ جوش ہوا کہ خیرات کو بھی بطور خیرات نہ رکھا۔ ریاد
تفاخرِ علانیہ ہوتا ہے۔

پھر وہ بھی یہ نہیں کہ سیدھی طرح محتاجوں کو دیں بلکہ چھتوں پر بیٹھ کر
پھینکیں گے روٹیاں زمین پر گر رہی ہیں رزقِ الہی کی بے ادبی ہوتی ہے۔
پیسے ریتے میں گر کر غائب ہوتے ہیں مال کی اصاعت ہو رہی ہے مگر
نام تو ہو گیا کہ فلاں صاحب لنگر لٹا رہے ہیں۔

اب بہارِ عشرہ کے پھول کھلے تاشے بلجے بجتے چلے۔
طرح طرح کے کھیلوں کی دھوم۔

بازاری عورتوں کا ہر طرف ہجوم۔

شہوانی میلوں کی پوری رسومِ جشن۔

یہ کچھ اور اس کے ساتھ خیال وہ کچھ کہ گویا یہ ساختہ تصویریں بعینہا حضرت
شہداء رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے جنازے ہیں کچھ نوحِ اتار باقی توڑتا ڈفن کر
دیئے۔ یہ ہر سال اصاعتِ مال کے جرم و وبال جدا گانا رہے۔ اللہ تعالیٰ صدہ حضرات
شہدائے کرام علیہم الرضوان والثناء کا ہمارے بھائیوں کو نیکیوں کی توفیق بخشے اور
بری باتوں سے توبہ عطا فرمائے آمین۔ اب کہ تعزیرِ داری اس طریقہ نامرضیہ
کا نام ہے قطعاً بدعت و ناجائز و حرام ہے۔

ہاں اگر اہل اسلام جائز طور پر حضراتِ شہدائے کرام علیہم الرضوان کی ارواح
طیبہ کو ایصالِ ثواب کی سعادت پر اقتدار کرتے تو کس قدر خوب و محبوب تھا اور
اگر فقر شوق و محبت میں نقلِ روضہ انور کی حاجت تھی تو اسی قدر جائز پر قناعت
کرتے کہ صحیح نقل بغرض تبرک و زیارت اپنے مکانوں میں رکھتے اور شاعتِ غم
و تصنع الم و نوحہ زنی و ماتم کئی و دیگر امور شنیعہ و بدعات قطعہ سے بچتے اس قدر

میں بھی کوئی حرج نہ تھا مگر اب اس نقل میں بھی اہل بدعت سے ایک مشابہت اور تعزیر داری کی تہمت کا خدشہ اور آئندہ اپنی اولاد یا اہل اعتقاد کے لیے ابتلا بدعات کا اندیشہ ہے اور حدیث میں آیا ہے :

اتقوا مواضع التہمہ اور وارد تہمت کے مقامات سے بچو۔ ۱۲ (مترجم)
 ہو امن کان یؤمن باللہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن
 والیوم الاخر فلا یقض پر ایمان رکھتا ہے وہ ایسی جگہ پر گزرنے
 مواقف التہمہ کھڑا نہ ہو جہاں تہمت کا اندیشہ ہو (مترجم)

لہذا روضہ اقدس حضور سید الشہداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایسی تصویر بھی نہ بنائے بلکہ صرف کاغذ کے صحیح نقشے پر قناعت کرے اور اسے بقصد تبرک بے آمیزش منہیات اپنے پاس رکھے جس طرح حرمین محترمین سے کعبہ معظمہ اور روضہ عالیہ کے نقشے آتے ہیں یا دلائل الخیرات شریف میں قبور پر نور کے نقشے لکھے ہیں والسلام علی من اتبع الہدی والہد سبھنہ وتعالیٰ اعلم۔

۱۔ منہیات بشرع میں منع شدہ کام۔

سوال دوم: مجالس میلاد میں شہادت نامہ پڑھنا

از امر وہ مرسلہ مولوی سید محمد شاہ صاحب میلاد خواں ۲۲ شعبان ۱۳۱۱ھ
کیا ارشاد ہے علماء دین متین کا اس مسئلہ میں کہ مجالس میلاد شریف میں شہادت نامہ
کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب: شہادت نامے نہریا نظم جو آج کل عوام میں رائج
ہیں اکثر روایات باطلہ و بے سرو پا سے مملو اور اکاذیب موضوعہ پر مشتمل ہیں ایسے
بیان کا پڑھنا سننا وہ شہادت ہو خواہ کچھ اور مجلس میلاد مبارک میں ہو خواہ کہیں
اور مطلقاً حرام و ناجائز ہے خصوصاً جب کہ وہ بیان ایسی خرافات کو متضمن ہے
جن سے عوام کے عقائد میں ترزل و لرز واقع ہو کہ پھر تو اور بھی زیادہ زہر قاتل ہے
ایسے ہی وجوہ پر نظر فرما کر امام حجۃ الاسلام محمد محمد غزالی قدس سرہ العالی
وغیرہ ائمہ کرام نے حکم فرمایا کہ شہادت نامہ پڑھنا حرام ہے۔

علامہ ابن حجر مکی قدس سرہ الملکی صواعق محرقہ میں فرماتے ہیں:
قال الغزالی وغيره يحرم على الواعظ وغيره رواية
مقتل الحسن والحسين وحكايتهم الخ پھر فرمایا ذکر من
حرمة رواية قتل الحسين وما بعده لا ينافي ما ذكرته
في هذا الكتاب لان هذا البيان الحق الذي يجب

۱۔ مملو: بھرا ہوا۔ لبریز ۲۔ اکاذیب موضوعہ
۳۔ متضمن: مشتمل۔ شامل۔ داخل۔

اعتقاده من جلالة الصحابة وبراءتهم من كل
نقص بخلاف ما يفعله الوعاظ والجهلة فانهم يأتون
بالاخبار الكاذبة والموضوعة ونحوها ولا يبينون الحامل
والحق الذي يجب اعتقاده الخ

حضرت امام حسين رضی اللہ عنہ کی شہادت اور بعد کے واقعات
کا ذکر کرنا حرام ہونا، اس بات کے منافی نہیں ہے جو ہم نے اس
کتاب میں ذکر کی ہے کیونکہ یہ حق کا بیان ہے جس کا اعتقاد رکھنا ضروری ہے
بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان کی عظمت و جلالت شان اور ان کا ہر قسم کے نقص
سے پاک ہونا بخلاف اسکے کہ جو واعظین اور جہال کرتے ہیں کہ وہ من گھڑت
اور جھوٹی و خود ساختہ روایات ذکر کرتے ہیں اور روایات کا صحیح محمل ذکر
نہیں کرتے اور نہ ہی وہ حق کو ظاہر کرتے ہیں جس کا عقیدہ رکھنا ضروری ہوتا ہے ۱۲۰ (جلالی)
یوں ہیں جبکہ اُس سے مقصود غم پروری و تصنع و حزن ہو تو یہ نیت بھی شرعاً
نامحمود بشرط مہلک نے غم میں صبر و تسلیم اور غم موجود کو حتی المقدور دل سے دور کر نیکا
حکم دیا ہے نہ کہ غم معدوم بتکلف و زور لانا نہ کہ بتصنع و زور بنانا نہ کہ اُسے باعث
قربت و ثواب ٹھہرانا یہ سب بدعات شنیعہ و افہام میں حزن سے سنی کو احتراز لازم۔
حاشا للہ اس میں کوئی خوبی ہوتی تو حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی وفات اقدس کی غم پروری سب سے زیادہ اہم و ضروری ہوتی
دیکھو حضور اقدس صلوات اللہ تعالیٰ و سلامہ علیہ و علی آلہ کا ماہ ولادت
و ماہ وفات وہی ماہ مبارک ربیع الاول شریف ہے پھر علمائے اُمت
و حامیان سنت نے اُسے ماتم وفات نہ ٹھہرایا بلکہ موسم شادی و لا اقدس
بنایا امام ممدوح کتاب موصوف میں فرماتے ہیں: ایامہ شم ایامہ ان

یشغلہ رای یوم عاشوراء ببدع الرافضة ونحوهم من الذنب
والنیاحة والحزن اذ ليس ذلك من اخلاق المومنین والاركان
یوم وفاته صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اولیٰ بذلک واخریٰ الخ
عوام مجلس خواں اگرچہ بالفرض صرف روایات صحیحہ بروجہ صحیح پڑھیں
بھی تاہم جوان کے حال سے آگاہ ہے خوب جانتا ہے کہ ذکر شہادت شریف ٹھننے
سے اُن کا مطلب یہی بہ تصنع رونما بہ تکلف رولانا اور اُس رونے رُلانے
سے رنگ جانتا ہے اس کی شاعت میں کیا شبہ ہے۔

ہاں اگر خاص بہ نیت ذکر شریف حضرات اہلبیت طہارت صلی اللہ تعالیٰ
علیہم وعلیہم وبارک وسلم اُن کے فضائل جلیلہ و مناقب جلیلہ روایات
صحیحہ سے بروجہ صحیح بیان کرتے اور اس کے ضمن میں اُن کے فضل جلیل جنمیل
کے اظہار کو ذکر شہادت بھی آجاتا اور غم پروری و ماتم انگیزی کے انداز سے
کامل احتراز ہوتا تو اس میں حرج نہ تھا مگر ہیبت اُن کے اطوار اُن کی عادات
اس نیت خیر سے یکسر جدا ہیں ذکر فضائل شریف مقصود ہوتا تو کیا ان محبوبانِ
خدا کی فضیلت صرف یہی شہادت تھی بے شمار مناقب عظیم، اللہ عزوجل نے
انہیں عطا فرمائے انہیں چھوڑ کر اسی کو اختیار کرنا اور اس میں طرح طرح سے
بالفاظ رقت خیز و لوح نما و معانی حزن انگیز و غم افزا بیان کو وسعتیں دینا
انہیں مقاصد فاسدہ کی خبریں دے رہا ہے۔

عرض عوام کے لیے اس میں کوئی وجہ سالم نظر آنا سخت دشوار ہے
پھر مجلس ملائک یا انس میلاد اقدس تو عظیم شادی و خوشی و عید اکبر کی مجلس ہیں

لے ہیبت : ظاہر صورتیں۔

اذکار غم و ماتم اُس کے مناسب نہیں فقیر اس میں ذکر وفات والا بھی جیسا کہ بعض عوام میں رائج ہے پسند نہیں کرتا حالانکہ حضور کی حیات بھی ہمارے لیے خیر اور حضور کی وفات بھی ہمارے لیے خیر۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اس تحریر کے بعد علامہ محدث سیدی محمد طاہر فتنی قدس سرہ الشریف کی تصریح نظر فقیر سے گزری انہوں نے بھی اس رائے فقیر کی موافقت فرمائی والحمد للہ رب العالمین آخر کتاب مستطاب مجمع بحار الانوار میں فرماتے ہیں:

شہر السور والبهجة منہج الانوار والرحمة شہر ربيع الاول فانه شہر امرنا باظهار الحبور فيه كل عام فلا نكدره باسم الوفاة فانه يشبه تجديد المانم وقد نصوا على كراهته كل عام في سيدنا الحسين مع انه ليس له صل في امهات البلاد الاسلامية وقد تحاشوا عن اسمه في اعراس الاولياء فكيف به في سيد الاصفياء صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ماہ مبارک ربیع الاول خوشی و شادمانی کا مہینہ ہے اور ہر شہر انوار رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمانہ ظہور ہے ہمیں حکم ہے کہ ہر سال اُس میں خوشی ظاہر کریں تو ہم اُسے وفات کے نام سے مکر نہ کریں گے کہ یہ تجدید ماتم کے مشابہ ہے اور بیشک علماء نے تصریح کی کہ ہر سال جو سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ماتم کیا جاتا ہے شرعاً مکروہ ہے اور خاص اسلامی شہروں میں اس کی کچھ بنیاد نہیں۔ اولیائے کرام کے عرسوں میں نام ماتم سے احتراز کرتے ہیں تو حضور پر نور سید الاصفیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معاملہ میں اُسے کیونکر پسند کر سکتے ہیں۔

فالحمد لله على ما الهه والله سبحانه وتعالى اعلم.

سوال سوم: شہاد نامہ تعزیر داری میں فرق

از ریاست رام پور محلہ میانگاناں مرسلہ مولوی محمد یحییٰ صاحب محرم ۱۳۲۱ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شہادت نامہ پڑھنا کیسا ہے اور
اُس میں اور تعزیر داری میں فرق احکام کیا ہے بیّنوا توجروا۔

الجواب: ذکر شہادت شریف جبکہ روایات موضوعہ و کلمات
ممنوعہ و نیت نامہ شروع سے خالی ہو عین سعادت ہے عند ذکر الصالحین
تنزل الرحمة اُس کی تفصیل جمیل فتاویٰ فقیر میں ہے اور اس میں اور
تعزیر داری میں فرق احکام ایک مقدمہ کی تمہید چاہتا ہے۔

تمہید فاقول وبالله التوفیق شے کے لیے ایک حقیقت
ہوتی ہے اور کچھ امور زوائد کہ لوازم یا عوارض ہوتے ہیں
احکام شرعیہ شے پر بحسب وجود ہوتے ہیں مجرد اعتبار عقلی ناصالح وجود مطمح
احکام شرع نہیں ہوتا کہ فقہ افعال مکلفین سے باعث ہے جو فعلیت میں آئیں
سکتا۔ موضوع سے خارج ہے تغائر اعتبار سے تغائر احکام وہیں ہو سکتا ہے
جہاں وہ اعتبارات واقعہ مفارقم متعاقبہ ہوں کہ شے کبھی ایک کے ساتھ
پائی جائے کبھی دوسرے کے تو ہر دو اخلئے وجود کے اعتبار سے مختلف حکم دیا
جا سکتا ہے اور ایسی جگہ مقصود ہے کہ نفس شے کا حکم اُن بعض احکام شے مع
بعض الاعتبار سے جدا ہو مگر زوائد کہ لوازم الوجود ہوں اُن کے حکم سے جدا

لے صالحین کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔ ۱۲ (جلالی) ۱۳۸۰ھ اخلئے وجود:

کوئی حکم حقیقت کے لیے نہ ہوگا کہ لازم سے انفکاک محال ہے جب لوازم میں یہ حال ہے تو ارکان حقیقت کہ سنخ ماہیت میں داخل ہوں اُن سے قطع نظر ناممکن۔ پھر ماہیت عرفیہ میں رکنیت تابع عرف ہے اور بعض اجزاء سے سنخ ماہیت تغیر اعتبار شے نہیں بلکہ تغیر ماہیت عرفیہ ہے مثلاً نماز عرف شرع میں مجموعہ ارکان مخصوصہ بہیات معلومہ کا نام ہے اب اگر کوئی ان ارکان سے جدا بلکہ تبدیل بہیات ہی کے ساتھ ایک صورت کا نام نماز رکھے جو قعود سے شروع اور قیام پر ختم ہو اور اُس میں رکوع پر سجود مقدم تو یہ حقیقت نماز ہی کی تبدیل ہوگی نہ کہ حقیقت حاصل اور اعتبار مبتدل جب یہ مقدمہ مہد ہوا تو فرق احکام ظاہر ہو گیا۔ شہادت نامہ پڑھنے کی حقیقت عرفیہ صرف اس قدر کہ ذکر شہادت شریف حضرات و یحائین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسلمانوں کے آگے پڑھا جائے معاذ اللہ روایات کا موضوع و باطل یا ذکر کا تنقیص شان صحابہ پر مشتمل ہونا ہرگز نہ داخل حقیقت ہے نہ لازم وجوہ۔

لہذا جو لوگ روایات صحیحہ معتبرہ نظیفہ مطہرہ مثل ستر الشہادین وغیرہ پڑھتے ہیں اُسے بھی قطعاً شہادت ہی پڑھنا اور مجلس کو مجلس شہادت ہی کہتے ہیں تو معلوم ہوا کہ وہ امور نامشروعہ کہ عارض ہو گئے ہنوز عوارض ہی سمجھے جاتے ہیں اور عوارض قبیحہ سے نفس شے مباح یا حسن قبیح نہیں ہو جاتی بلکہ وہ اپنی حد ذات میں اپنے حکم اصلی پر رہتی اور نہ ہی عوارض قبیحہ کی طرف متوجہ ہوتی ہے جیسے ریشمین کپڑے پہن کر نماز پڑھنا کہ نفس ذات نماز کو معاذ اللہ قبیح نہ کہیں گے بلکہ ان عوارض و زوائد کو تو شہادت ناموں پر ان عوارض کا لحوق بعینہ ایسا ہے

جیسے آج کل بعض جہاں ہندوستان نے مجلس میلاد مبارک میں روایات موضوعہ و قصص بے سرو پا بلکہ کلمات توہین ملائکہ و انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام پڑھنا اختیار کیا ہے اس سے حقیقت بتدل نہ ہوئی نہ عوارض نے دائرہ عروض سے آگے قدم رکھا جو مجالس طیبہ طاہرہ ہوتی ہیں انہیں بھی قطعاً مجالس میلاد شریف ہی کہا جاتا ہے اور ہرگز کسی کو یہ گمان نہیں ہوتا کہ یہ کوئی دوسری شے ہے جو ان مجالس سے حقیقت جداگانہ رکھتی ہے۔

بخلاف تعزیر داری کہ اُس کا آغاز اگرچہ یونہی سنا گیا ہے کہ سلطان تیمور نے از انجا کہ ہر سال حاضری روضہ مقدسہ حضور سید الشہداء شہزادہ گلگوں قبا علی جدہ الکریم و علیہ الصلاۃ والسلام کو محل امور سلطنت دیکھا بنظر شوق تبرک تمثال روضہ مبارک بنوائی اور اس قدر میں کوئی حرج شرعی نہ تھا مگر یہ امر حقیقت متعارفہ سے وجوداً و عدماً بالکل بے علاقہ ہے اگر کوئی شخص روضہ انور مدینہ منورہ و کعبہ معظمہ کے نقشوں کی طرح کاغذ پر تمثال روضہ حضرت سید الشہداء آئینے میں لگا کر رکھے ہرگز نہ اُسے تعزیر کہیں گے نہ اُس شخص کو تعزیر دار حالانکہ اتنا امر قطعاً موجود ہے۔

اور یہ ہر سال نئی نئی تراش و خراش کی کھینچی پٹیاں کسی میں براق کسی میں پیریاں جو گلی کوچے گشت کرائی جاتی ہیں ہرگز تمثال روضہ مبارک حضرت سید الشہداء نہیں کہ تمثال ہوتی تو ایک طرح کی نہ کہ صد با مختلف انہیں ضرور تعزیر اور ان کے مرتکب کو تعزیر دار کہا جاتا ہے تو بدایتہ ظاہر کہ حقیقت تعزیر داری انہیں امور نامشروعہ کا نام ٹھہرا ہے نہ کہ نفس حقیقت عرفیہ وہی امر جائز ہو اور یہ نامشروعات امور زوائد و عوارض مفارقہ سمجھے جاتے ہوں و لہذا فقیر نے اپنے فتاویٰ میں قدر مباح کو ذکر کر کے کہا کہ جہاں بیخود

نے اس اصل جائزہ کو بالکل غیبت و نابود کر کے اٹخ۔ اور آخر میں کہا اب کہ تعزیرہ داری اس طریقہ نامرضیہ کا نام ہے قطعاً بدعت و ناجائز و حرام ہے یہ اُسی فرق جلیل و نفیس کی طرف اشارہ تھا جو اس مقدمہ مہدہ میں گزرا باطلہ شہادت نامے کی حقیقت ہنوز وہی امر مباح و محمود ہے اور شائع زوائد و عوارض اگر اُن سے خالی اور نیت نامحود سے پاک ہو ضرور مباح ہے اور تعزیرہ داری کی حقیقت ہی یہ امور ناجائزہ ہیں اُس قدر جائزہ سے جسے کوئی تعلق نہ رہا اور نہ اس کے وجود سے موجود ہوتی ہے نہ اُس کے عدم سے معدوم تو یہ فی نفسہ ناجائز و حرام ہے۔

اعزازیت پرستی | اس کی نظیر اُمم سابقہ میں آغا زِ اُصنام ہے تھی اُن کے انتقال پر اُن کی یاد کے لیے اُن کی صورتیں تراشیں بعد مَرورِ زماں پچھلی نسلوں نے اُنہیں کو معبود سمجھ لیا تو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ان بتوں کی حالت اپنی اُنہیں ابتدائی حقیقت پر باقی تھی یہ شائع زوائد و عوارض خارجہ تھے و لہذا شرائع الہیہ مطلقاً اُن کے رد و انکار پر نازل ہوئیں بخاری وغیرہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی۔

كانوا اسماء رجال صالحين من قوم نوح فلما هلكوا اوحى الشيطان الى قومهم ان انصبوا الى بحالهم

۱۔ شائع : شیع کی جمع مطلب بُرے کام

۲۔ عوارض :

۳۔ اُمم بالغہ : گذشتہ امتوں۔

التي كانوا يجلسون انصابا وسموها باسمائهم ففعلوا
 فلم تعبد حتى اذا هلك اولئك ونسخ العلم عبادت فآلهي
 عبد اللہ بن عبید بن عمر سے راوی قال اول ما حدثت الاصنام على
 عهد نوح وكانت الابناء تبرا لآباء فمات رجل منهم فجزع
 عليه ابنه فجعل لا يصبر عنه فاتخذ مثالا على صورته
 فلما اشتاق اليه نصره ثم مات ففعل به كما فعل ثم
 تابعوا على ذلك فمات الآباء فقال الابناء ما اتخذ هذه
 اباؤنا الا انها كانت آلهتهم فعبدوها.

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی: آود، سواع،
 یغوث، یصوق، نسر یہ نوح علیہ السلام کی قوم کے نیک لوگوں کے نام تھے۔
 جب یہ لوگ فوت ہو گئے تو شیطان نے ان کی قوم کو یہ بات القا کی کہ ان کے
 بیٹھنے کی جگہوں پر بت نصب کر دو اور ان کا نام ان لوگوں والا ہے رکھو۔
 تو لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ اُس وقت تو ان کی عبادت نہ کی گئی مگر جب یہ
 لوگ ہلاک ہو گئے اور علم جاتا رہا تو ان کی پوجا شروع ہو گئی ۱۲ (جلالی)
 یہ فرق نفیس خوب یاد رکھنے کا ہے کہ اسی سے غفلت کر کے وہابیہ اصل
 حقیقت پر حکم عوارض لگاتے اور تعزیر وارتبیدیل حقیقت کو اختلاف عوارض
 ٹھہراتے اور دونوں سخت فاحش میں پڑ جاتے ہیں وبالله العصمة
 والله سبحانه وتعالى اعلم۔

سوال چہارم: دسویں محرم کو سبیل لگانا وغیرہ

مسئلہ از وہام پور ضلع بجنور مُرسلہ حافظ سید بنیاد علی صاحب
 ۸ محرم الحرام ۱۳۱۳ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یوم عشرہ میں
 سبیل لگانا اور کھانا کھلانے اور لنگر لگانے کے بارے میں دیوبند کے علما مانعت
 کرتے ہیں و نیز کتب شہادت کو بھی جو امر صحیح ہو عند الشرع ارقام فرمائیے اور
 مجلس محرم میں ذکر شہادت اور مرثیہ سننا کیسا ہے۔ بینوا توجروا۔
الجواب: پانی یا شربت کی سبیل لگانا جبکہ بہ نیت محمود اور
 خالصاً لوجہ اللہ ثواب رسانی ارواح طیبہ آئمہ اطہار مقصود ہو بلا شبہ بہتر و
 مستحب و کارِ ثواب ہے حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 فرماتے ہیں :-

اذا كثرت ذنوبك فاسق جب تیرے گناہ زیادہ ہو جائیں
 الما يتناثر الذنوب كما تو پانی پر پانی پلا گناہ جھڑ جائیں گے
 يتناثر الورق من الشجر جیسے سخت آندھی میں پیر کے پتے۔
 فی الریح العاصف (رواہ الخطیب عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ)
 اسی طرح کھانا کھلانا لنگر بانٹنا بھی مندوب و باعثِ اجر ہے۔ حدیث
 میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

ان الله عز وجل يباهي اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں سے
 ملكة بالذين يطعمون جو لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں
 الطعام من عباده فرشتوں کے ساتھ مہمانت

رواہ ابو الشیخ فی الثواب فرماتا ہے کہ دیکھو یہ کیسا اچھا
عن الحسن مرسلہ کام کر رہے ہیں۔

مگر لنگر ٹانا جسے کہتے ہیں کہ لوگ جھپٹوں پر بیٹھ کر روٹیاں پھینکتے ہیں
کچھ ہاتھوں میں جاتی ہیں کچھ زمین پر گرتی ہیں کچھ پاؤں کے نیچے ہیں یہ منع ہے
کہ اس میں رزق الہی کی بے تعظیمی ہے بہت علماء نے تور و پوؤں پیسوں کا ٹانا
جس طرح ڈلہن ڈلہا کی پچھا در میں معمول ہے منع فرمایا کہ روپے پیسے کو اللہ عزوجل
نے خلق کی حاجت روائی کے لیے بنایا ہے تو اسے پھینکنا نہ چاہیے روٹی کا پھینکنا
توسخت بیہودہ ہے۔

بزازیہ کتاب الکراہیۃ النوع الرابع فی الہدایۃ والمیراث میں ہے: ہل
یباح نثر الدراہم قیل لا وقیل لا باس بہ وعلیٰ ہذا الدنانیر و
الفلوس وقد یستدل من کراہۃ بقولہ صلی اللہ علیہ وسلم
الدراہم والدنانیر خاتمان من خوا تم اللہ تعالیٰ فمن ذہب
بخاتم من خوا تم اللہ تعالیٰ فضیت حاجتہ۔

کتب شہادت جو آج کل رائج ہیں اکثر حکایات موضوعہ و روایات باطلہ
پر مشتمل ہیں یونہی مرثیے ایسی چیزوں کا پڑھنا سنا سب گناہ و حرام ہے حدیث
میں ہے۔ نہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن المراثی۔

اے دراہم پچھا و کرنا مباح (جائز) ہے۔ ایک قول ہے کہ ناجائز ہے دوسرے قول کے مطابق
کوئی حرج نہیں یہی حال دیناروں اور پیسوں کا ہے مکروہ قرار دینے والے اس حدیث سے استدلال
کرتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دراہم و دنانیر اللہ تعالیٰ کی مہروں میں
سے مہریں ہیں جو شخص اللہ تعالیٰ کی مہر کے کر جائیگا اس کا مقصد پورا ہو جائے گا۔ ۱۲ (جلالی)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مرثیوں سے منع فرمایا در رواہ ابو داؤد
والحاکم عن عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ایسے ہی ذکر شہادت کو امام حجة الاسلام وغیرہ علماء کرام منع فرماتے ہیں۔
کما ذکرہ امام ابن حجر المکی فی الصواعق المحرقة۔ ہاں اگر صحیح روایت
بیان کی جائیں اور کوئی کلمہ کسی نبی یا ملک یا اہلبیت یا صحابی کی توہین شان کا
مبالغہ مدح وغیرہ میں مذکور نہ ہونہ وہاں بین یا نوحہ یا سینہ کو بی یا گریبان درمی
یا ماتم یا تصنع یا تجدید غم وغیرہ ممنوعات شریعہ نہ ہوں تو ذکر شریف فضائل
مناقب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بلاشبہ موجب ثواب و نزول
رحمت ہے۔ عند ذکر الصالحین تنزل الرحمة ولہذا امام ابن حجر مکی
بعد بیان مذکور کے فرماتے ہیں ما ذکر من حرمة رواية قتل الحسين
وما بعده لا ینافی ما ذکرته فی هذا الكتاب لان هذا البیان الحق
الذی یجب اعتقاده من جلالة الصحابة وبراءتهم من
کل نقص بخلاف ما یفعله الوعاظ والجهلة فانهم یأتون بالاجاب
الکاذبة الموضوعة ونحوها ولا ینبغون المحامل والحق
الذی یجب اعتقاده واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

اے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت اور بعد واقعات کا ذکر کرنا حرام ہونا، اس بات
کے منافی نہیں ہے جو ہم نے اس کتاب میں ذکر کی ہے کیونکہ یہ حق بیان جس کا اعتقاد
رکھنا ضروری ہے۔ بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان کی عظمت و جلالت شان اور ان کا ہر قسم
کے نقص سے پاک ہونا بخلاف اسکے کہ جو اظہار و جہال کرتے ہیں کہ وہ من گھڑت و جھوٹی و
خود ساختہ روایات ذکر کرتے ہیں اور روایات کا صحیح محمل ذکر نہیں کرتے اور نہ ہی وہ حق کو
ظاہر کرتے ہیں جس کا عقیدہ رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ ۱۲ (جلالی)

سوال پنجم: مجلس ذکر اہل بیت میں شرکت

از مفتی گنج ضلع پٹنہ ڈاکخانہ ایکنگر سرائے مرسلہ محمد نواب صاحب قادری و دیگر سکان مفتی گنج ۲۷ رمضان شریف ۱۳۱۸ھ

یہاں عشرہ محرم میں مجلس مرثیہ خوانی کی ہوتی ہے اور مرثیہ صوفیہ کرام کے پڑھے جاتے ہیں اور سینہ کو بی و بین نہیں ہوتا اور میر مجلس سنی المذہب ہے ایسی مجلس میں شرکت یا اس میں مرثیہ خوانی کا کیا حکم ہے بیوا تو جروا۔

الجواب: جو مجلس ذکر شریف حضرت سیدنا امام حسین و اہلبیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ہو جس میں روایات صحیحہ معتبرہ سے اُن کے فضائل و مناقب و مدارج بیان کئے جائیں اور ماتم و تجدید غم و غیرہ امور مخالفہ شرع سے یکسر پاک ہو، فی نفسہ حسن و محمود ہے خواہ اس میں نثر پڑھیں یا نظم اگرچہ وہ نظم بوجہ ایک مُستَدَس ہونے کے جس میں ذکر حضرت سید الشہداء ہے عرف حال میں بنام مرثیہ موسوم ہو کہ اب وہ یہ مرثیہ نہیں جس کی نسبت ہے نہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن المراثی واللہ بحمدہ و تعالیٰ اعلم۔

سوال ششم از نواب گنج ۲۰ محرم ۱۳۲۱ھ تعزیر کے متعلق ۹ سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان صورتوں میں
(۱) ایک شخص کہتا ہے کہ میں تعزیر کا چڑھا ہوا نہیں کھاتا ہوں حضرت
امام حسین کی نیاز کا کھاتا ہوں۔

(۲) ایک شخص کہتا ہے تعزیہ پر کیا منحصر ہے چڑھونا کوئی ہو میں نہیں کھاتا ہوں نیاز کھاتا ہوں۔

(۳) ایک شخص کہتا ہے کہ عشرہ محرم الحرام میں جو کچھ کھانے پینے وغیرہ میں ہوتا ہے دس روز تک تعزیہ کا چڑھا ہوتا ہے۔

(۴) ایک شخص کہتا ہے تعزیہ بُت ہے بہ سبب لگانے صورت کے۔

(۵) ایک شخص کہتا ہے کہ یہ صورت وہ ہے جو بُراق اور حور جنت میں ہیں

(۶) ایک شخص کہتا ہے کہ تعزیہ اور مسجد میں کچھ فرق نہیں بلکہ کہتا ہے کہ

مسجد میں کیا ہے وہ اینٹ گارا ہی تو ہے جو وہاں سجدہ کرتے ہو اور تعزیہ میں ابرق کاغذ وغیرہ ہیں۔

(۷) ایک شخص نے کہا کہ بھائی یہ باتیں شرع کی ہیں لکھ کر شرع کے سپرد کرو آپس میں جھگڑا مت کرو۔

(۸) ایک شخص کہتا ہے کہ تم شرع نہیں سمجھتے۔

(۹) ایک شخص نے کہا کہ جس حالت میں تم شرع کو نہیں سمجھتے ہو تو

میں تعزیہ کے چڑھونے کو حرام سمجھتا ہوں۔

الجواب : (۱) پہلا شخص اچھی بات کہتا ہے واقعی حضرت امام

کے نام کی نیاز کھانی چاہیے اور تعزیہ کا چڑھا ہوا نہ کھانا چاہیے اگر اس کے

قول کا یہ مطلب ہے کہ وہ تعزیہ کا چڑھا ہوا اس نیت سے نہیں کھاتا کہ وہ

تعزیہ کا چڑھا ہوا ہے بلکہ اس نیت سے کھاتا ہے کہ وہ امام کی نیاز ہے تو یہ

قول غلط اور بیہودہ ہے۔ تعزیہ پر چڑھانے سے حضرت امام حسین رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز نہیں ہو جاتی اور اگر نیاز دے کر چڑھائیں یا چڑھا کر

نیاز دلائیں تو اس کے کھانے سے احتراز چاہیے اور وہ نیت کا تفرقہ اس

کے مفسدہ کو دفع نہ کرے گا۔

مفسدہ اُس میں یہ ہے کہ اُس کے کھانے سے جاہلوں کی نظر میں ایک امر ناجائز کی وقعت پڑھانی یا کم از کم اپنے آپ کو اس کے اعتقاد سے ہٹم کرنا ہے اور دونوں باتیں شیئع و مذموم ہیں لہذا اُس کے کھانے پینے سے احتراز چاہیے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) دوسرے شخص کی بات میں ذرا زیادتی ہے اولیاء کرام کے مزارات پر جو شیرینی کھانا لوگ بہ نیت تصدق لے جلتے ہیں اُسے بھی بعض لوگ چڑھونا کہتے ہیں اُس کے کھانے میں فقیر کو اصلاً حرج نہیں۔

(۳) تیسرے شخص نے نیاز اور تعزیہ کے چڑھاوے میں فرق نہ کیا یہ غلط ہے چڑھونا وہی ہے جو تعزیہ پر یا اُس کے پاس لے جا کر سب کے سامنے نذر تعزیہ کی نیت سے رکھا جائے۔ باقی سب کھانے شربت وغیرہ کہ عشرہ محرم میں بہ نیت ایصال ثواب ہوں وہ چڑھاوا نہیں ہو سکتے۔

(۴) مجسم تصویر کو بت کہتے ہیں اس معنی پر وہ تصویریں کہ تعزیہ میں لگائی جاتی ہیں اور مجازاً کل کو بھی کہہ سکتے ہیں اور اگر بت سے مراد معبود مطلق ہو تو یہ سب زیادتی ہے انصاف یہ کوئی جاہل سا جاہل بھی تعزیہ کو معبود نہیں جانتا۔

(۵) اس شخص کا محض یہ افتراء ہے کہاں حور و براق اور کہاں یہ کاغذی کی مورتیں جس سے کہیں زیادہ خوبصورت کسکروں کے یہاں روز بنتی ہیں اور اگر ہو بھی تو حور و براق کی تصویریں بنانی کب حلال ہیں۔

(۶) یہ شخص صریح گمراہ و بد عقل و بد زبان ہے مسجد کو کوئی سجدہ نہیں کرتا نہ اُس کی حقیقت اینٹ گارا ہے بلکہ وہ زمین کہ نماز و عبادت الہی بجالانے کے لیے تمام حقوق عبادت سے جدا کر کے اللہ عز و جل کے حکم سے

اُس کی طرف تقریب کے واسطے خاص ملک الہی پر چھوڑی گئی اب وہ
شعائر اللہ سے ہو گئی اور شعائر اللہ کی تعظیم کا حکم قال اللہ تعالیٰ ومن
يعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب اس مجموعہ بدعات کو
اس سے کیا نسبت مگر جبل مہرب سحت مرض ہے والعیاذ باللہ۔

(۷) اس شخص نے اچھا کیا مسلمانوں کو یہی حکم ہے کہ جو بات نہ جانے
خود اُس پر کوئی حکم نہ لگائے بلکہ اہل شرع سے دریافت کرے قال اللہ تعالیٰ
فاستلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔

(۸) اس کے قول کا اگر یہی مطلب ہے کہ تم لوگ بے علم ہو آپس میں بحث
نہ کرو اہل شرع سے پوچھو تو اچھا کیا اور اگر یہ مراد ہے کہ تعزیر شرعاً اچھی چیز ہے
تم شرع نہیں سمجھتے تو یہ بہت بُرا کہا اور شرع پر افتراء کیا اور اگر یہ مقصود ہو
کہ شرع سے تو مذمت صاف ظاہر ہے مگر تم لوگ نہیں سمجھتے تو یہ بھی اچھا کیا۔
(۹) اس کا قول حد سے گذرا ہوا ہے تعزیر کا چڑھاوا کھانا اُن وجہ سے
جو ہم نے ذکر کیا مکروہ و ناپسند ضرور ہے مگر حرام کہنا غلط ہے فتاویٰ
عالمگیریہ میں ہے اس بکری کو جو ہندو نے اپنے بُت کے نام پر مسلمان سے
ذبح کرایا اور مسلمان نے اللہ عزوجل کی تکبیر کہہ کر ذبح کر دی تصریح فرمائی
کہ حلال ہے ویکرہ للمسلمین مسلمان کے لیے مکروہ ہے جب وہاں صرف
کراہت کا حکم ہے تو یہاں تحریم کیونکر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۔ پس اہل علم سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے۔

سوال ہفتم: مجلس مرثیہ خوانی میں شرکت؟

مسئلہ از اتروالی ضلع علی گڑھ محلہ مغلاں مرسلہ اکرام عظیم صاحب
۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۱ھ مجلس مرثیہ خوانی اہل شیعہ میں اہلسنت و جماعت
کو شریک و شامل ہونا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا تو جبروا۔

الجواب: حرام ہے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فرماتے ہیں من کثر سواد قوم فہو منہم وہ بدزبانے
ناپاک لوگ اکثر تیرا بک جاتے ہیں اس طرح کہ جاہل سننے والوں کو خبر
بھی نہیں ہوتی اور متواتر سنا گیا ہے کہ سنیوں کو جو بشریت دیتے ہیں اُس
میں نجاست ملائے ہیں اور کچھ نہ ہو تو اپنے یہاں کی قلتیں کا پانی ملائے
ہیں اور کچھ نہ ہو تو وہ روایات موضوعہ و کلمات شیعہ و ماتم حرام سے خالی
نہیں ہوتی اور یہ دیکھیں سنیوں کے اور منع نہ کر سکیں گے ایسی جگہ جانا حرام
ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فلا تقعد بعد الذکر ای مع القوم الظالمین۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ششم: حاجت برآری کے لیے تعزیر بنانا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ تعزیر بنانا اور اس پر نذر نیاز کرنا عرائض بامید حاجت برآری لٹکانا اور بہ نیت بدعت حسنہ اس کو داخل حسنات جاننا اور موافق شریعت ان امور کو اور جو کچھ اس سے پیدا ہو یا متعلق ہوں کتنا گناہ ہے اور زید اگر ان باتوں کو جو فی زمانہ متعلق تعزیر داری کے واکم داری کے ہیں موافق مذہب اہلسنت کے تصور کرے تو وہ کس قسم کے گناہ کا مرتکب ہوا اور اس پر شرع کی تعزیر کیا لازم آتی ہے اور ان امور کے ارتکاب سے وہ شرک خفی یا جلی میں مبتلا ہے یا نہیں اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے باہر ہوئی یا نہیں در صورتیکہ وہ امور متذکرہ بالا کو داخل عقیدت اہلسنت و جماعت بنظر ثواب عمل میں لاتا ہو۔ بیوا تو جبروا۔

الجواب: افعال مذکورہ جس طرح عوام زمانہ میں رائج ہیں بدعت سیئہ و ممنوع و ناجائز ہیں۔ انہیں داخل ثواب جاننا اور موافق شریعت مذہب اہلسنت ماننا اس سے سخت تر و خطائے عقیدہ و جہل اشد ہے شرعی تعزیر حاکم شرع سلطان کی رائے پر مفوض ہے باایں ہمہ وہ شرک و کفر ہرگز نہیں نہ اس بنا پر عورت نکاح سے باہر ہو عرائض بامید حاجت برآری لٹکانا محض بانیث تو تسل ہے جو اس کا جہل ہے کہ امور ممنوعہ لائق تو تسل نہیں ہوتے۔ باقی حاجت روا بالذات کوئی کلمہ و حضرت امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی نہیں جانتا کہ معاذ اللہ تعالیٰ شرک ہو یہ وہابیہ کا جہل و ضلال ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ فقط

ماخذ علی حضرت رحمۃ اللہ علیہ

- ۱۔ در مختار ص ۳۱۹ مطبوعہ باسٹنی صفحہ ۶۴
- ۲۔ طحاوی حاشیہ نور مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۲۴۴
- ۳۔ فتاویٰ خلاصہ (قلمی) کتاب الصلوٰۃ فضل ۱۵
- ۴۔ خزائنہ المفتین قلمی کتاب الصلوٰۃ
- ۵۔ فتح القدر شرح ہدایہ مطبع مصر جلد اول صفحہ ۲۴۸
- ۶۔ حاشیہ تبیین العلامة احمد الثلبی مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۱۳۵
- ۷۔ وجیز امام کروری مطبوعہ مصر جلد ۳ صفحہ ۳۱۸
- ۸۔ تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۱۳۴
- ۹۔ فتاویٰ عالمگیریہ مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۸۴ جلد ۶ صفحہ ۲۵۵
- ۱۰۔ بدائع جلد ۳ صفحہ ۲۶۴
- ۱۱۔ فتاویٰ یزازیہ جلد ۳ صفحہ ۳۱۹
- ۱۲۔ اشباہ والنظائر قلمی فن ثانی کتاب الیسر
- ۱۳۔ اتحاف الابصار والبصائر مطبع مصر صفحہ ۱۸۷
- ۱۴۔ فتاویٰ لقرویہ مطبع مصر جلد اول صفحہ ۲۵
- ۱۵۔ واقعات المفتین مطبع مصر صفحہ ۱۳
- ۱۶۔ بر جندی شرح نقایہ مطبوعہ لکھنؤ جلد ۴ صفحہ ۲۱
- ۱۷۔ فتاویٰ ظہیریہ
- ۱۸۔ بحر الرائق مطبوعہ مصر جلد ۵ صفحہ ۱۳۱
- ۱۹۔ مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر مطبوعہ قسطنطنیہ جلد اول صفحہ ۱۰۵ جلد ۲ صفحہ ۶۸۹ جلد اول صفحہ ۶۱۸
- ۲۰۔ غنیہ شرح منیہ مطبوعہ قسطنطنیہ صفحہ ۵۱۴

- ۲۱۔ کفایہ شرح ہدایہ مطبع بمبئی جلد اول
- ۲۲۔ مستخلص الجقائق شرح کنز الدقائق مطبع احمدی صفحہ ۳۲
- ۲۳۔ شرح کنز اللہ مسکین مطبع مصر جلد اول صفحہ ۲۰۸
- ۲۴۔ ہامش فتح المعین
- ۲۵۔ طحاوی علی مرقی الفلاح مطبع مصر صفحہ ۱۹۸
- ۲۶۔ برہان شرح مواہب الرحمن
- ۲۷۔ نظم الفرائد منظومہ علامہ ابن وہبان مطبوعہ مصر
- ۲۸۔ ہامش مجیبہ صفحہ ۳۰ اور نسخہ قدیمہ قلمیہ مع الشرح فصل من کتاب الیسر
- ۲۹۔ تیسیر المقاصد شرح وہبانیہ للعلامہ الشرنبلالی قلمی کتاب الیسر
- ۳۰۔ فتویٰ علامہ نوح آفندی
- ۳۱۔ مجموعہ شیخ الاسلام عبید اللہ آفندی
- ۳۲۔ معنی المستفتی عن سوال المفتی
- ۳۳۔ عقود الدرر مطبع مصر جلد اول صفحہ ۹۲، ۹۳
- ۳۴۔ انقروی جلد اول صفحہ ۲۵
- ۳۵۔ تنویر الابصار متن و درمختار مطبع ہاشمی صفحہ ۳۱۹
- ۳۶۔ فتاویٰ خیرہ مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۹۴، ۹۵
- ۳۷۔ ہدایہ مطبع مصطفائی جلد اخیر صفحہ ۵۶۳
- ۳۸۔ غرر شریف در مطبع مصر جلد ۲ صفحہ ۳۴۶
- ۳۹۔ فتاویٰ ہندیہ جلد ۲ صفحہ ۱۲۶۳
- ۴۰۔ طریقہ محمدیہ شرح حدیقہ ندیہ مطبع مصر جلد اول صفحہ ۲۰۷ تا ۲۰۸
- ۴۱۔ قرآن پاک سورۃ الحج
- ۴۲۔ بیضاوی شریف مطبع کھنؤ صفحہ ۳۲۸
- ۴۳۔ جلالین شریف

- ۳۳۔ جبل مطبع مصر جلد ۱ صفحہ ۵۶۱
- ۳۵۔ سورۃ جہ السجدۃ
- ۳۶۔ تفسیر معالم التنزیل شریف مطبع بمبئی جلد ۳ صفحہ ۳۵
- ۳۷۔ کشف الاسرار امام اجل شیخ عبدالعزیز بخاری شرح اصول امام ہمام
فخر الاسلام بزودی، مطبوعہ قسطنطنیہ جلد ۲ صفحہ ۸۸، ۸۹
- ۳۸۔ کتاب اصول الفقہ از امام شمس الآئمہ
- ۳۹۔ شفا شریف صفحہ ۳۶۲ از امام قاضی عیاض مطبع صدیقی صفحہ ۳۶۳
- ۵۰۔ فوائخ الرجوت شرح مسلم الثبوت مطبع لکھنؤ صفحہ ۶۱۷
- ۵۱۔ ارشاد الباری شرح صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۷۵
- ۵۲۔ رسالہ تکملہ رد و افض (۵۳) رسالہ اظہار الحق مطبوعہ مطبع صحیح صادق
سیتاپور ۱۲۹۳ھ / ۱۸۷۶ء (۵۳) عقود از علامہ نوح آفندی
و شیخ الاسلام عبداللہ آفندی و علامہ حامد عمادی آفندی مفتی دمشق الشام
و علامہ سید ابن عابدین شامی، جلد اول صفحہ ۹۲ (۵۵) شرح فرائد سینہ از
علامہ کوکبی (۵۶) تنفیخ الحامدیہ از علامہ محمد امین الدین شامی صفحہ ۹۳
- ۵۷۔ اعلام امام ابن حجر ص ۱ (۵۸) فتح المتعال۔ امام تلمسانی
- ۵۹۔ رسر الشہادۃ، مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی

کتاب شیعہ

- ۶۰۔ شرائع الاسلام شیخ علی مطبوعہ کلکتہ مطبع گلستہ نشاۃ ۱۲۵۵ھ ص ۳۳
- ۶۱۔ شرح مدارک (شرح شرائع الاسلام) حفید جی شہید ثانی
- ۶۲۔ اللعۃ الدمشقیہ۔ ابو عبداللہ بن مکی
- ۶۳۔ من لا یحضرہ الفقیہ (باب الاذان والاقامۃ للموذنین) ابن بابوی
- ۶۴۔ کتاب المختلف

A high-contrast, black and white illustration. In the center is a globe, depicted as a dark sphere with a white cityscape inside. The cityscape includes a prominent tower and other buildings. The globe is set against a background of intricate, swirling, and textured patterns that resemble marbled paper or a complex, organic structure. The overall effect is one of depth and complexity.

5148